

مجلس علماء مجلس ائمة اہل سنت
پنجاب یونیورسٹی، لاہور



۱۰

دستِ بند

میرزا اسد اللہ خان غالب

دستی



۱۰

دستبر

میں ذرا اسد اللہ خان غالب

باہتمام

عبد اشکور حسن

۱۹۶۶

مجلس یادگارِ غالبؔ

صدرِ مجلس: *

پروفیسر حمید چرخان ستارہٴ پاکستان وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

ارکان

جناب عبد الرحمن چغتائی لاہور

مولانا غلام رسول مہر لاہور

پروفیسر ڈاکٹر سعید اللہ سابق صدر شعبہ فلسفہ اسلامیہ کالج رسول لائبریری لاہور

سید امتیاز علی تاج، سیکرٹری مجلس ترقی ادب لاہور

مولانا حامد علی خان، مدیر موشسہ مطبوعات فریٹکن لاہور

کیپٹن عبد الواحد موشسہ مطبوعات فریٹکن لاہور

ڈاکٹر جسٹس ایس اے رحمن، سابق چیف جسٹس پاکستان لاہور

پروفیسر ڈاکٹر فاضل سعید الدین احمد صدر شعبہ امور طلباء پنجاب یونیورسٹی لاہور

گروہ کیپٹن سید فیاض محمود ناظم شعبہ تاریخ ادبیات پنجاب یونیورسٹی لاہور

پروفیسر ڈاکٹر سید عبداللہ محمد دائرۃ المعارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور

ڈاکٹر شیخ محمد اکرام ناظم ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر نپسپل نیورسٹی اور نیشنل کالج و صدر شعبہ فارسی پنجاب نیورسٹی لاہور
سید وقار عظیم غالب و فیسر اردو پنجاب نیورسٹی لاہور

سید وزیر احسن عابدی ریڈر شعبہ فارسی پنجاب نیورسٹی لاہور
جناب احمد نعیم قاسمی، مدیر مجلہ فنون لاہور

پروفیسر ڈاکٹر عبادت بریلوی، صدر شعبہ اردو پنجاب نیورسٹی لاہور
جناب صفدر میر روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور

پروفیسر ڈاکٹر محمد اجمل، صدر شعبہ نفسیات، گورنمنٹ کالج لاہور

پروفیسر اختر اقبال کمالی، شعبہ انگریزی اسلامیکہ کالج رسول لائسنز لاہور
ڈاکٹر وحید قریشی، ریڈر شعبہ اردو پنجاب نیورسٹی لاہور

جناب انتظار حسین روزنامہ مشرق لاہور

جناب اقبال حسین، شعبہ تاریخ ادبیات پنجاب نیورسٹی لاہور

مفت محمد

ڈاکٹر آفتاب محمد خان، جوائنٹ سیکرٹری وزارت اطلاعات و نشریات حکومت پاکستان کراچی

ڈاکٹر عبدالباقی کوراحسن ریڈر شعبہ فارسی پنجاب نیورسٹی لاہور

نائب محمد

سید سجاد باقر ضوی، لیکچرار انگریزی نیورسٹی اور نیشنل کالج لاہور

پیش لفظ

مجلس یادگار غالب کا قیام پنجاب یونیورسٹی کے ایک فیصلے کے مطابق عمل میں آیا اور پروفیسر حمید احمد خاں صاحب اس کے صدر مقرر ہوئے۔ مجلس نے غالب کی یاد کو تازہ رکھنے کے لیے جو کتابیں شائع کرنے کا منصوبہ بنایا تھا انہیں میں غالب شناسوں کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

یونیورسٹی کے ایک اور فیصلے کی رُو سے شعبہ اردو میں گرسی غالب قائم ہوئی۔ میں مسرت کے ساتھ اعلان کر رہا ہوں کہ اس اسمی پر پروفیسر سید وقار عظیم کا تقرر کیا جا چکا ہے۔

(پروفیسر) علامہ الدین صدیقی

وائس چانسلر، جامعہ پنجاب

لاہور

سینٹ ہال

مارچ ۱۹۶۹ء

غالب



فوری ۱۹۶۶ء میں مرزا غالب کی وفات پر ایک سو برس پورے ہوئے ہیں۔ اس موقع کی مناسبت سے پنجاب یونیورسٹی نے شاعر کی عظمت کے اعتراف کے طور پر نہ صرف شعبہ اردو میں ایک پروفیسر کی نئی اسامی (کرسی عظمیٰ) قائم کی ہے، بلکہ مجلس یادگار غالب کے تعاون سے ایک سلسلہ مطبوعات شائع کرنے کا اہتمام بھی کیا ہے۔ یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

مجلس یادگار غالب کے قیام کی تحریک جنوری ۱۹۶۶ء میں ڈاکٹر آفتاب احمد خان نے کی۔ وہ مجلس کے پہلے مہتمم اور سید سجاد باقر رضوی شریک مہتمم مقرر ہوئے۔ ڈاکٹر آفتاب احمد خان کے لاہور سے ڈھاکہ کے منتقل ہوجانے پر ڈاکٹر عبد الشکور احسن مجلس کے دوسرے مہتمم قرار پائے۔

اواخر ۱۹۶۸ء میں جب ہمارا سلسلہ کتب طباعت کے مرحلے میں داخل ہوا تو صدر مجلس کو ڈاکٹر محمد باقر کی مسلسل اعانت اور مشورہ بھی قدم قدم پر پیش رہا۔ جن ارباب فکر و نظر نے مجلس کی درخواست پر اس سلسلہ کتب کی ترتیب تالیف یا تصنیف میں حصہ لیا ان میں سے ہر ایک کا نام متعلقہ کتاب کے سرورق

کی زینت ہے۔ مجلسِ یادگارِ غالب کے ارکان کے ناموں کی پوری فہرست
اس کتاب کے شروع میں الگ شائع کی جا رہی ہے۔

مجلس کے سلسلہ مطبوعات میں سب سے پہلے مرزا غالب کی تصانیف آتی
ہیں جو اردو اور فارسی نظم و نثر پر مشتمل ہیں۔ یہ تصانیف نفسِ مضمون کی رعایت
سے یا موزونیِ ضخامت کا لحاظ کر کے مختلف جلدوں میں تقسیم کر دی گئی ہیں۔

ان سب کتابوں پر مؤلفین نے دیباچے لکھے ہیں اور حسبِ ضرورت حواشی کا
اضافہ بھی کیا ہے۔ نیز جہاں تک ممکن ہو سکا دستیاب وسائل کی مدد سے
ہر متن کی تصحیح کی ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ مرزا غالب کی تصانیف میں

سے کوئی کتاب رد نہ جائے۔ چنانچہ ان کی بعض نگارشات جو مرورِ زمانہ
سے تقریباً ناپید ہو چکی تھیں، اب پھر اہل نظر کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہیں
دیوانِ غالب کا نسخہ حمید یہ، جسے صدر مجلس نے مرتب کیا ہے، ایک پہلے

فیصلے کے مطابق مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، کی طرف سے شائع ہو رہا ہے۔
غالب کی صرف یہی ایک کتاب مجلسِ یادگارِ غالب کی مطبوعات میں شامل نہیں
مرزا غالب کی تصانیف کے علاوہ مجلس کی مطبوعات میں وہ کتابیں

بھی شامل ہیں جن میں اس گیارہ روزگار کے شخصی، فنی اور فکری کمال کا اعلا
کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو انگریزی دان لوگ اردو نہیں جانتے نہیں

غالب کے فکر و فن سے متعارف کرنے کے لئے ایک مفصل کتاب انجمن نیری زبان میں شائع کی جا رہی ہے۔ ایک اور کتاب میں غالب پر شائع شدہ مواد کے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ پھر اس سوال کا جواب کہ ”میں نے غالب سے کیا پایا“ ایک تیسری کتاب کی بنیاد بنایا گیا ہے۔ اس میں متعدد غالب شناس حضرات کے ذاتی تاثرات جمع کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ایک اور مجبوعے میں گذشتہ ایک سو برس کی تنقید غالب کا خاکہ اقباسات کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

یہ کتابیں فروری ۱۹۶۹ء میں شائع ہو رہی ہیں۔ گویا ان کی تاریخِ اشاعت سے مرزا غالب کی حیات بعدِ ممات کی دوسری صدی شروع ہوتی ہے مجلس کو یقین ہے کہ اس دوسری صدی میں غالب کے قبولِ عام کی سرحدیں کچھ اور وسیع ہو جائیں گی۔ خدا کرے کہ دُنیا کو ہندوستانی تہذیب کے آخری ترجمان سے روشناس کرانے میں مجلس کی یہ سعی کامیاب نہ جائے۔

حمید احمد حسن
صدر مجلس یادگار غالب
جامعہ پنجاب، لاہور

سینیٹ ہال
فروری ۱۹۶۹ء

غلط نامہ

صفحہ	مطرح	غلط	صحیح
۱	حاشیہ	ص ۲۲	ص ۹۱
۳	۱۶	۲ (۳)	۳ ۱۲
۴	۱۹	۱۸۵۷	۱۸۵۸
۵	۱	العلم طاقۃ	العلم طاقۃ
۱۵	۵	گاو	گاو
۲۴	۴	ابوایشر	ابوالیشر
۳۴	۶	زخشم	زخشم
۵۰	۴	ذو	دار
۷۹	۱۸	(ہنسن)	'ہنسن'
۸۲	۲	سر چشمہ	سر چشمہ

مقدمہ میں جہاں کہیں متن کے کسی صفحے کا حوالہ دیا گیا ہے کتاب میں اس سے ایک صفحہ پیچھے دیکھئے۔

مقدمہ

مرزا غالب کی تصنیف دستہو ۱۸۵۷ء کے خولیں جنگلیے کا مختصر روزنامہ ہے اور ان واقعات پر مشتمل ہے جو خود مرزا پر گزرے یا انہوں نے دوسروں کی زبان سے سنے۔ فرماتے ہیں :-

مرقا میرا این نگارشی یا آئست کہ بر من ہمیرود، یا آن خواہد بود کہ شنیدہ میشود (۱)

سنے ہوئے واقعات کی صحت کا ان کو یقین تھا بلکہ انہیں ”رازیہای ناشنیدہ“ کے سنے اور بیان کرنے کا دعویٰ بھی ہے :

اگر آن گفتہ ام کہ شنفتہ ام کس گان نبرد کہ ناراست شنودہ باشم یا کاست مروودہ باشم۔ رازیہای نا شنیدہ از ہر سو قرازا آرم، و راؤدانانہ روی بہ نشستن راز آرم (۲)

دستہو کی اس اہم روداد کی صفت مئی ۱۸۵۷ء سے ۳۱ جولائی ۱۸۵۸ء تک ہے :

از ”نہش“ سال گذشتہ تا ”جولائی“ سال یک ہزار و ہشت ہند و پنجاہ و ہشت روداد نیدانہ ام و از یکم ”اگست“ خامہ از دست فروختہ ام (۳)

اس روزنامہ کا آغاز کیسے ہوا؟ اس کے بارے میں مرزا چودھری عبدالغفور خان سرور مارہروی کو لکھتے ہیں :

۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو یہاں فساد شروع ہوا۔ میں نے اسی دن گہر دروازہ بند اور آٹا جانا موقوف کر دیا۔ بے شغل زندگی بسر نہیں ہوتی۔ اپنی سرگزشت لکھنی شروع کی۔ جو سنا گیا وہ بھی ضمیمہ سرگزشت کرتا کیا (۱)

یہ سرگزشت ۱۸۵۸ء میں مستنبو کے نام سے مطبع مفید خلائی آگرہ میں منشی ہر گویال تفتہ کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ آگرے میں طباعت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ دہلی میں اب کوئی مطبع باقی نہیں رہا تھا اور تھا تو طباعت کا انتظام تسلی بخش نہیں تھا۔ تفتہ کو ایک خط میں لکھتے ہیں :

یہاں کوئی مطبع نہیں۔ سنا ہوں ایک ہے۔ اس میں کاپی نگار خوش نویس نہیں۔ اگر آگرہ میں اس کا چھاپا ہو سکے تو مجھ کو اطلاع دو۔ اس تہیہ منی اور بی نوائی میں پچیس کا خریدار ہو سکتا ہوں۔ لیکن صاحب مطبع اتنے پر کیوں مانتے لگا اور البتہ چاہیے کہ اگر ہزار نہ ہوں تو بالغ سو جلد تو چھاپی جائے (۲)

کتاب کی طباعت کے بارے میں سر مہدی مجروح کے نام ایک خط سے مزید تفصیلات ملی ہیں :

... منشی امید سنگھ اندور والے ذلی آئے تھے۔ سابقہ معرفت مجھ سے نہ تھا۔ ایک دوست ان کو میرے گھر لے آیا۔ انہوں نے وہ نسخہ دیکھا۔ چھپوانے کا قصد کیا۔ آگرے میں میرا شاگرد رشید منشی ہر گویال تفتہ تھا۔ اس کو میں نے لکھا۔ اس نے اس اہتمام کو اپنے ذمے لیا۔ مسودہ بھیجا گیا۔ صاحب مطبع نے بشمول منشی ہر گویال تفتہ چھاپنا شروع کیا۔ (۳)

(۱) خطوط غالب۔ مرتبہ غلام رسول مہر۔ لاہور۔ تیسرا ایڈیشن (۱۹۶۲ء) ص ۴۷

(۲) ایضاً۔ ص ۱۹۲

(۳) ایضاً۔ ص ۲۷۸

میرزا کی خواہش تھی کہ کتاب اچھی چلیے۔ ان کے مکاتیب میں بار بار دستیو کا ذکر آتا ہے۔ طباعت و تجلید کے سلسلے میں منشی ہر گویا نفع مند منشی نہیں بخش حقیر اور میرزا حاکم علی بیگ وغیرہ کے نام کئی خطوط ملتے ہیں جن میں تفصیلی ہدایات دی گئی ہیں۔ درحلیت انہوں نے اس سلسلے میں ایک ”کونسل“ بنا دی تھی (۱)۔ حقیر کے نام کاہن کی تصحیح تھی۔ حاکم علی بیگ کے ذمے جلد بندی کے فرائض تھے اور نقشہ کا کام عام لکرائی کرتا تھا۔ دستیو کی طباعت میں میرزا یہ اہتمام بوجہ ضروری سمجھتے تھے۔ نقشہ کو لکھتے ہیں :

صاحب کبھی نہ کبھی میرا کام تم سے آہڑا ہے اور پھر کام کیسا کہ جس میں میری جان الجھی ہوئی ہے اور میں نے اس کو اپنے بہت سے مطالب کے حصول کا ذریعہ سمجھا ہے۔ خدا کرے واسطے پہلوتیں نہ کرو اور بہ دل توجہ فرماؤ۔ کاہن کی تصحیح کا ذمہ بیانی (۲) کا ہو گیا ہے۔ چھ جلدوں کی آراستگی کا ذمہ برخوردار عبداللطیف (۳) کا کر دو۔ میری طرف سے دعا کہو اور کہو کہ تمہارا بوڑھا اور مفلس چچا ہوں۔ تصحیح بیانی کریں، تزئین تم کرو۔۔۔۔۔ (۴)

ایک دوسرے خط میں نقشہ کو یوں ہدایت فرماتے ہیں :

واللہ بے مبالغہ کہتا ہوں کہ بیانی نہیں بخشن صاحب بہ دل متوجہ ہوں تو اگر ایماناً اصل نسخہ میں سہو کاتب سے غلطی واقع ہوئی ہو تو اس کو یہی صحیح کر دیں گے۔۔۔۔۔ خدا کرے انجام تک یہی نام، یہی خط اور یہی طرز تصحیح چلی جائی۔ جدول

(۱) ایضاً ص ۲۲۱

(۲) منشی نہیں بخش حقیر۔

(۳) حقیر کے اہلے۔

(۴) خطوط بحالہ ص ۱۶۷۔

یہی مطبوع ہے۔ پہلے صفحے کی صورت اور دوسرے صفحے کی لوح
نہی خدا چاہے تو دل پسند اور نظر فریب ہوگی (۱)

اس کے بعد کافہ کی نوعیت، کاپی کی سیاہی کا رنگ اور کیفیت اور جلدوں کی
قیمت کے بارے میں مشورہ و ہدایت ہے۔ بظاہر تفتہ نے کتاب کی صحافت اور
نقاشی دھل ہی میں کرائے کا مشورہ دیا تھا۔ اس کا حسرت آمیز جواب یوں
دیا ہے:

”میرزا تفتہ! تم بڑے بے درد ہو۔ دل کی تباہی ہر تم کو رحم
نہیں آتا بلکہ تم اس کو آباد جانتے ہو۔ یہاں پتہ بند تو میسر
نہیں۔ صحافت اور نقاشی کہاں؟ شہر آباد ہونا تو میں آپ کو تکلیف
کیوں دیتا؟ یہی سب درستی میری آنکھوں کے۔ اسنے ہو جانی،“ (۲)

دستنبیو کا پہلا ایڈیشن پانچ سو کی تعداد میں چھپا اور آٹھ آنے کی نسخہ
قیمت ٹھہری۔ دوسرا ایڈیشن خود میرزا کی اجازت سے ”الشیری سوسائٹی رومیل
کھنڈہ“ کے مطبع میں ۱۸۶۵ء میں بریلی میں شائع ہوا۔ تیسرا ایڈیشن اسی مطبع
میں ۱۸۷۱ء میں چھپا۔ نول کشور نے اسے کلیات نثر فارسی میں ۱۸۶۸ء تا ۱۸۷۱ء
۱۸۷۵ء اور ۱۸۸۳ء میں شائع کیا۔ اور ایک عرصے کے بعد ۱۹۶۰ء میں
دہلی یونیورسٹی کے شعبہ ”اردو“ کے تعلیمی رسالے ”اردوئے معلیٰ“، شمارہ ۲ (۳)
جلد دوم مرتبہ خواجہ احمد فاروقی میں اس کی پھر طباعت ہوئی۔

ذیل طباعت ایڈیشن کی تیاری میں دستنبیو کے قدیم ترین ایڈیشن کے متن
کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ ۱۸۵۷ء والے ایڈیشن کا ایک قدیم نسخہ
تقریباً صحیح حالت میں پنجاب یونیورسٹی کے کتاب خانے میں محفوظ ہے (۴)۔
یہ نسخہ اسی صفحات پر مشتمل ہے۔ سروقی پر نیل ہونٹوں کے درمیان مندرجہ
ذیل عبارت درج ہے :

(۱) ایضاً۔ ص ۱۶۶

(۲) ایضاً۔ ص ۱۶۷۔

(۳) ر۔ ک۔ SPix61

”العلمہ طاقتہ“

کتاب مستطاب نایاب بزبان فارسی قدیم ہے آمیزش لفظ عربی تصنیف فردوسی
ہند ثواب اسد اللہ خان بہادر غالب تخلص دہلوی موسوم بہ

دستنبو

جس میں منصف نے اپنی سرگزشت ابتدائے ۱۸۵۷ء سے ۳۱ جولائی ۱۸۵۸ء تک
لکھی ہے معہ قصیدہ نہشت قبح ہند کہ وہ بزبان فارسی متعارفہ مروجہ ہے۔

مطبع سفید خلائین آگرہ میں واسطے افادہ خاص و عام کے بہ اہتمام شیو نرائین
کے چھاپی گئی۔

کتاب کے آغاز میں پہلے چھ صفحات پر ملکہ و کٹوریا کی مدح میں سائو اشعار
کا ایک قصیدہ درج ہے۔

میرزا کو بہت اصرار تھا کہ کوئی شخص دستنبو ان کی مرضی کے خلاف
نہ چھاپے۔ مفتح کو لکھتے ہیں :

بھائی ! تم نے بھی اور منشی شیو نرائین نے بھی لکھا۔ میں ایک عیادت
لکھنا ہوں۔ اگر پسند آئے تو خاتمہ کتاب میں چھاپ دو :

”نامہ نگار غالب خاکسار کا یہ بیان ہے کہ یہ جو میری سرگزشت

کی داستان ہے اس کو میں نے مطبع سفید خلائین میں چھپوایا ہے

اور میری رائے میں اس کا یہ قاعدہ فراز پایا ہے کہ اور صاحبان

مطابع جب تک مجھ سے رخصت طلب نہ کریں اپنے مطبع میں اس کے

چھاپنے کی جرأت نہ کریں۔“

اس کے سوا اگر کوئی طرح کی تحریر منظور ہو تو منشی شیو نرائین صاحب کو
اجازت ہے کہ میری طرف سے چھاپ دیں۔ (۱) (۱)

میرزا غالب کی یہ تجویز کردہ عبارت کتاب پر درج نہیں ہے اور خالصے پر صرف مندرجہ ذیل جملے پر اکتفا کیا گیا ہے :

اس کتاب کو بغیر اجازت مستم مفید خلائی کے کوئی صاحب
چھاپنے کا ارادہ نہ کریں۔ فقط

آخری صفحہ پر میرزا حاتم علی بیگ سپر اور میرزا تقی کے قطعات درج ہیں جن سے علی الترتیب کتاب کے آغاز و اختتام کی تاریخ نکلتی ہے۔

اپنی موجودہ شکل میں دستنبو بہت مختصر کتاب ہے۔ اس میں انگریز کے خلاف جنگ آزادی کی تفصیلات اور اس دور کے بعض اہم واقعات کا ذکر نہیں ملتا۔ میرزا نے انداز نگارش میں بہت حزم و احتیاط سے کام لیا ہے اور نہایت ہوشیاری سے ایسے دلائل جمع کئے ہیں جن کا مقصد حکومت کو اپنی وفاداری کا یقین دلانا ہے۔ اس روزنامے کا طرز تحریر جیسا کہ میرزا نے مقدمہ کو لکھا ہے خاص مصالح کا "ناج" ہے اور اس کے انداز سے حکومت برطانیہ سے وفاداری کا رنگ لپکتا ہے یہاں تک کہ کتاب کا آغاز بھی ملکہ وکٹوریا کی مدح سے ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں منشی فی بخش حقیر کو لکھتے ہیں :

بھائی جان! میں نے ایک قصیدہ جناب ملکہ معتمدہ انگلستان کی مدح میں لکھا ہے۔ ساٹھ شعر ہیں۔ چھ صفحے یعنی تین ورق پر چھپ کر دستنبو سے پہلے شہرازہ میں شامل کر دیئے جائیں تو کتاب کو قصیدے سے عزت اور قصیدے کو کتاب کے سبب شہرت ہو جائے گی (۱)

میرزا نے کتاب میں جنگ آزادی کی تاریخ بھی "مستغیر بیجا" سے نکالی ہے (۲) یہی وجہ ہے کہ جب میرزا نے اس کی طباعت کے لئے اسے "آگرے کے حکام کو

(۱) ایضاً۔ ص ۲۶۶

(۲) ص ۷۹

دکھایا، اور ”اجازت چاہی،“ تو ”حکام نے یہ کمال خوش اجازت دی (۱)،“ ہو سکتا ہے کہ میرزا نے حالات کی نزاکت اور اپنی جان کے تحفظ کی خاطر اصل سرگذشت پر نظر ثانی کی ہو اور بعض جگہ کٹ چھانٹ ضروری سمجھیں ہو۔

اس میں کلام نہیں کہ اپنے بعض دوستوں کی طرح میرزا نے ناسازگاری حالات کے سبب ذاتی تحفظ کو باقی تمام چیزوں پر ترجیح دی۔ مگر ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ یہ وہ دور تھا جب خود بقول میرزا شہر دہلی کا ذرہ ذرہ خاک مسلمان کے خون کا پیسا تھا :

شہر دہلی کا ذرہ ذرہ خاک تشہہ خون ہے ہر مسلمان کا

میرزا غالب عمائدین شہر میں سے تھے۔ وہ آخری مغل ناجدار سراج الدین بہادر شاہ ظفر کے درباری اور استاد تھے اور قلعہ معلی کے ساتھ ان کا بسلسلہ ملازمت تعلق قائم تھا۔ اگرچہ وہ برطانوی حکومت کی اصلاحات کے مداح تھے اور کچھ انگریزوں کے ساتھ ان کے دوستانہ مراسم بھی تھے لیکن ان کے بعض احباب بغاوت کے الزام میں زیر عتاب تھے۔ اس پر آشوب دور میں غداری کا ذرا سا شائبہ یا بغاوت سے ذرا سی ہمدردی ان کو قتل یا زندان کی طرف لے جا سکتی تھی۔

بغاوت کے پر آشوب ہنگامے میں جب وہ اپنے مکان میں محصور ہو کر بیٹھ گئے تھے ان پر سخت مالی اجلا کا دور بھی آیا تھا جس کا ذکر انہوں نے دستہو میں یوں کیا ہے :

ایہوں کہ این ”جولائی“ ماہ ہالز دھم است و درین ”ہشن“ سرکار
انگریزی را سر رشتہ باز یانت گم است ہاروختن آن گستر دنی و ہوشدنی
جان و تن ہی ہروم۔ کوئی دیگران نان میخورند و من جامہ ہی

خُورم - ترسم کہ چون پوشیدلی همه خورده باشم در برهنگی از گرسنگی
مرده باشم۔ (۱)

جب سرزا نے تفتہ کو دستجو کی طباعت کے بارے میں لکھا کہ ”اس کام کے ساتھ میری جان الجھی ہوئی ہے اور میں نے اس کو اپنے بہت سے مطالب کے حصول کا ذریعہ سمجھا ہے،“ (۲) تو بظاہر وہ اپنی بے گناہی ثابت کرنے اور پنشن حاصل کرنے کی تگ و دو میں مصروف نظر آئے تھے۔

ایک اور خط میں تفتہ کو لکھتے ہیں :

احتمام اور عجلت اس کے چہوانے میں اس واسطے ہے کہ اس میں سے ایک جلد ثواب گورنر جنرل بہادر کی نذر بھیجوں گا اور ایک جلد بذریعہ ان کے جناب ملکہ معتمدہ انگلستان کی نذر کروں گا اب سمجھ لو کہ طرز تحریر کیا ہوگی اور ماحبان مطبع کو اس کا انتطباع کیوں نا مطبوع ہوگا۔ (۲)

کتاب کے دو نسخے انگلستان بھیجنے کا ذکر بعض دوسرے خطوں میں بھی موجود ہے۔ تفتہ کو لکھتے ہیں :

اور یہ بات کہ دو جلدیں جو ولایت جانے والی ہیں اس کاغذ پر چھاپی جائیں اور باقی شیروام پوری یا تیلے کاغذ پر یہ تکلف محض ہے۔

(۱) ص ۸۰

(۲) خطوط غالب۔ ص ۱۶۳-۱۶۴

یہاں کے حاکموں نے کیا کیا ہے کہ ان کی نذر کی کتابیں اچھے
کاغذ پر نہ ہوں۔ (۱)

ملشی شیو نرائن کو ایک خط میں لکھتے ہیں :

خلاصہ یہ ہے کہ ان جلدوں میں سے دو جلدیں ولایت کو جائیں گی،
ایک جناب فیض مآب ملکہ معظمہ انگلستان کی نذر اور ایک آقاخانہ قدیم
لارڈ الی ہرائی نذر اور چار جلدیں یہاں کے چار حاکموں کی نذر کروں
گا (۲)

فرمانروایان مملکت کو کتاب بھجوانا میرزا اتنا ضروری سمجھتے تھے کہ ایک
خط میں صاحب مطبع نے لکھا ہے ”میرزا نوشہ صاحب غالب“ لکھ دیا تو سخت
برہم ہوئے اور تشدد کو لکھا :

تو غور کرو کہ یہ کتنا بے جاؤ جملہ ہے ۔ ڈرتا ہوں کہ کہیں
صفحہ اول کتاب پر بھی نہ لکھ دیں..... تم نے بھی ان کو میرا
نام نہیں بتایا۔ صرف اپنی نفرت عرف سے وجہ اس واویلا کی نہیں ہے
بلکہ جب یہ ہے کہ دلی کے حکام کو تو عرف معلوم ہے لیکن
کلکتہ سے ولایت تک یعنی وزرا کے ہتھکے میں اور ملکہ عالیہ
کے حضور میں کوئی اس فالانفی عرف کو نہیں جانتا۔ پس اگر
صاحب مطبع نے ”میرزا نوشہ صاحب غالب“ لکھ دیا تو میں غارت
ہو گیا۔ سری ہنٹ رائگان گئی۔ گویا کتاب کسی اور کی ہو گئی۔ (۱)

(۱) ایضاً - ص ۱۶۹ -

(۲) ایضاً - ص ۲۳۲ -

(۳) ایضاً - ص ۱۶۶ -

انگریز حکام میں کتاب کی تقسیم کا مقصد بظاہر اپنے آپ کو تحریک آزادی سے بے تعلق ثابت کرنا اور ان سے از سر نو روابط قائم کرنا تھا۔ عبدالغفور خان سرور کو لکھتے ہیں :

حلیت میری جملہ یہ ہے کہ راہ و رسم مراسلت حکام عالی مقام سے دستور جاری ہو گئی ہے۔ نواب لکھنٹ گورنر بہادر غرب و شال کو نسخہ دستبہ بہ سیل ڈاک بھیجا تھا۔ ان کا خط فارسی شعر تحسین عبارت و قبول صدق ارادت و مودت بہ سیل ڈاک آ گیا پنشن اب تک مجھ کو نہیں ملی۔ جب ملے گی حضرت کو اطلاع کر دی جائے گی۔ (۱)

دہلی کے کمشنر چارلس سائڈرس کے ذریعے دستبہ کا ایک نسخہ سر ڈانلڈ میکلوڈ فنانشل کمشنر پنجاب کو بھیجا۔ ایک نسخہ سر جارج فریڈرک ایڈمنسٹن کو صوبجات متحدہ کا لکھنٹ گورنر مقرر ہونے کے بعد بھیجا۔ آہستہ آہستہ رسیدیں آتی شروع ہوئیں تو میرزا کے دل میں پنشن کی بحالی کی امید بڑھنے لگی۔ ہر رسید کے آنے پر ان کی خوشی کا ٹھکانا نہ تھا جس کا اظہار وہ خطوں میں جا بجا کرتے ہیں۔ لیکن دستبہ کی طباعت سے مقصد حل نہ ہو سکا اور میرزا کو اس کے حصول کے لئے ایک عرصہ انتظار کرنا پڑا۔

دستبہ کی طباعت کے مخصوص مقاصد کے پیش نظر کتاب کا لہجہ بدلا تو سہی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اپنے استحقاق کی خاطر میرزا نے ہر جگہ تلمیح ہی سے کام لیا۔ کتاب میں ایسے ٹکڑے موجود ہیں جہاں دہلی کی تباہی، سرفروشان آزادی کے سفاکانہ قتل اور اہل شہر بالخصوص مسلمانوں کی بے بسی

اور درپردہ پر میرزا نے خون کے آئینہ بھائے ہیں ۔ مثلاً دہلی کو ایک وسیع قید خانہ تصور کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

درین شہر زندان از شہر بیرون است و نوا خانہ اندرون ۔ دریں ہر دو
چا آن مایہ مردم را بہم در آورده اند کہ پنداری پیکر در پیکر
ہمی خزد ۔ شاوہ آنانان کہ ازین ہر دو بندی خانہ در روزہای
چداگانہ بہ بیچشی ریسمان جان یافتہ اند فرستہ چانستان داند ۔
مسلمان دو شہر از ہزار کسی افزون نیابی ۔ (۱)

—و نیز چون دہستان را این دہستان بست اقتد درپاہند کہ شہر از
مسلمانان تہی است ۔ شبانہ خانہ های این مردم بیچراغ است و
روزانہ روزن دیوارہا ہی دود ۔ (۲)

اور پھر جب جنوری ۱۸۵۸ء میں ہندوؤں کو شہر میں بسنے کی اجازت ملی تو
مسلمانوں کی مطلوبیت کا دلسوز نقشہ یوں کھینچا :

مسلمانان از خانمان آوارہ را از بسکہ از رستن سبزہ در و دیوار
خانہ های آنان سبز است ہر دم از زبان سبزہ سر دیوار این نوابکوش
میخورد کہ ”جای مسلمانان سبز است۔“ (۳)

ہندوؤں اور مسلمانوں کے ساتھ برطانوی طرز عمل میں جو امتیاز برتا گیا اس کا
احساس مندرجہ ذیل واقعہ سے دلاتے ہیں :

ہندو ہی تواند کہ مردہ را بدریا برد و بر لب آب در آتش سوؤاند ۔

(۱) ص ۷۱

(۲) ص ۷۹

(۳) ص ۶۸

مسلمانان را چہ زہرہ کہ دو سہ کسی عیانی پکدگر دوشادوش
براہی گزرنده چہ جای آنکہ مرده را از شہر برون برند (۱)۔

اہل شہر کی بے بسی اور دشت یمانی کا نقشہ ملاحظہ ہو :

از فروماندگان شہر بسیاری را برون رائد اند و اندکی همچنین
در بند امید و بیم فروماندہ اند۔ دربارهٔ یابان کردن پیغولہ نشین
هیچ فرمان نیست مگر دود بیرون رفتگان و درون رفتگان را دربان
نیست۔ کاش درویشان و بیرویان را از مرگ و زیست پکدگر آگہی
بودی تا بیانی و براگندگی رو نمودی (۲)۔

شہریوں کی جرأت کا ذکر کرنے کے بعد برطانوی فوج کے ظلم و ستم کو یوں
ہوشیاری سے بیان کیا ہے :

ہا آنکہ کوچہ را در فراز کردہ اند هنوز آن مایہ دلیری میکنند کہ در
میکشایند و میروند و سامان خورو آشام ہمی آورند۔ گنہم کہ عز بران
خشمگین دیکہ در شہر ہا گذاشتہ اند کشتن پینوای چند و سوختن
سرای چند روا داشتہ اند۔ آری در جایگاہی کہ آترا بچنگ گیرند
کار بر مردم همچنین تنگ گیرند (۳)۔

(۱) ص ۶۳

(۲) ص ۶۰

(۳) ص ۳۹

بعض جہتوں سے باغیانہ تحریک کی ملک گیر مقبولیت کا احساس ہوتا ہے۔ مثلاً ملٹی ریاستوں کے حکمرانوں نے جس خلوص و نیازمندی سے خسرو دہلی سے عقیدت و وفاداری کا اظہار کیا اس کا بیان ملاحظہ ہو :

تقطیل حسین خان نام اور فرخ آباد کہ گہمی بگراشی روی و بہ
نہایش خو نداشت، ہم از دور پشانی بہ پیشگاہ خسرو سود و در
آن نیایش نامہ کہ خامہ فرسود خود را بدترین بندگی ستود۔ خان
بہادر خان نام جو بصرہ بوی کہ در بریل از روی لشکر گرد آوری
بہ انداز سر لشکری گردن افراشت یک صد و یک زمین درم و بیل و
اسب سیمین ستام بدرگہ روان داشت..... کاروان بسیار دان شرف
الدولہ بروزگار اورنگ نشینی..... کودکی نہ سالہ از فرزندان
واجد علی شاہ بسروبی برداشتہ..... و خود را پیشکار دستار
دشور خواند... اختر بخت خسرو در بندی بجای رسید کہ رخ از
حاکمان بہفت (۱)۔

۷ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو دہلی پر انگریزی افواج کا قبضہ ہو جانے کے بعد
بہی دوسرے شہروں میں مدافعتانہ جد و جہد کا جو رنگ رہا اس پر میرزا
بظاہر طعن آمیز انداز میں نوب روشنی ڈالتے ہیں :

هنوز سرکشان گروہ ہا گروہ فرستگ در فرستگ و گروہ در گروہ در
بریل و فرخ آباد و نکھتلو بشور انگیزی و ہرزہ شیزی آمادہ اند،
و دلیکہ خون باد بہ پکار ہستہ و دستی کہ بریزاد بدین کار کشادہ اند،
و دیگر در سر زمین سوختہ و نوہ سیواتیان بدان بیراہہ روی شور
برداشتہ اند کہ پنداری دیوانگان را ہند زاجیر گشتہ است... گوی
آب و خاک ہند ہر سو کار گہ ہاد تند و آنتی نیز است (۲)۔

(۱) ص ۳۶-۳۸

(۲) ص ۶۱

مندرجہ بالا اقتباسات اور خود کتاب کے نفس مضمون سے واضح ہوا کہ دستیاب ایک اہم تاریخی دستاویز ہے اور خواہ اس کی تصنیف میں میرزا کا رجحان اور طرز عمل خاص مصالح ہی کے تابع کیوں نہ رہے ہوں اس کتاب میں اس خونی دور کے متعدد مستند تاریخی واقعات قلمبند کئے گئے ہیں ۔

اکثر و بیشتر واقعات خود میرزا کے آنکھوں دیکھے ہیں ۔ ان کے مطالعہ سے دہلی میں مجاہدین کے اعلان آزادی ، والیان ریاست اور امرا و راجا کی مرکز سلطنت سے وفاداری ، شہریوں کے جوش و خروش اور انگریز کے خلاف مشترکہ جد و جہد کا پورا نقشہ آنکھوں کے سامنے بھر جاتا ہے ۔ شہر میں انگریزی فوج کے تاثر توڑ حملوں کے جواب میں آخری وقت تک فداکاران آزادی کی مدافعت اور دہلی کی تسخیر کے بعد شہر کی تالخت و تاراج اور فوجیوں کے ظلم و ستم کا حال مصلحت آمیز عبارات سے جہن جہن کے نکل رہا ہے ۔ فتح کے بعد فوج کو لوٹ مار کی اجازت کا ذکر کس ہوشیاری سے کیا ہے :

دائم کہ درین تالخت فرمان ہمہ آمنت کہ ہر کہ گردن نہاد از سر خویش
در گزروند و اندوختہ ببرند و ہر کہ چہرہ شود در خورد سرمایہ سانی
جانش نیز شکرند (۱)۔

ایک دوسری جگہ تالخت و تاراج کا یوں ضحاً ذکر کر گئے ہیں :

چون لشکر آریان شہر را کشودند و لشکریان فرمان یسا یافتند،
رازدان آن راز با من در میان نہاد (۲)۔

(۱) ص ۶۹

(۲) ص ۷۹

بادشاہ پر مشق ستم اور بعض روسا کی سزائے موت کے ذکر میں کتنی حسرت اور
چبھتا ہوا طنز پتھان ہے :

بر بادشاہ ارکہ آرمکھ کہ مام زندہ تاب و توانست ، فرمان گیر و دار
بالنداز باز پرس روانست ۔ دہ کپای جیہجر و بلب "گر" و چار بالش
آرای فرخ نگر را جدا جدا پروزہای جداگنہ بہ کاو توختند ۔ گوی
بد انسان کشند کہ کس نیارد گنت کہ خون ریختند (۱)۔

دہلی کی تباہی و بربادی ، مسلمانوں کی سوختہ سامانی اور بیچارگی، سر برآوردہ
الواد کی تباہ حالی اور درپردہی اور دہلی سے باہر لکھنؤ، مراد آباد اور بریلی
میں جد و جہد آزادی کی بدلتی ہوئی کیفیتیں ، غرضیکہ کتاب میں اس پر آشوب
تاریخی دور کی متعدد منتشر تصویریں ملتی ہیں اور کتاب کے مخصوص
مصلحت آمیز طرز نگارش کے باوجود بعض اہم حقائق کی پردہ کشائی ہوئی
ہے اور میرزا یاشیوں کو لاکھ کوپیس قوم کی بربادی کے احساس نے ان کو
سے چین اور مضطرب کر رکھا ہے ۔

عام تاریخی واقعات سے قطع نظر دستیاب میں میرزا کے سوانحی حالات پر
روشنی پڑتی ہے اور پھر اس ہنگامے میں میرزا کے خاندان اور خود میرزا پر
مصائب کا جو پہاڑ اٹھنا اس کی تفصیلات ملتی ہیں۔ یہاں طرز بیان میں
ایک گہرا جذباتی رنگ آ گیا ہے ۔ میرزا نے اپنے بھائی میرزا یوسف کی اندوہ گیں
زندگی اور انتہائی بیچارگی کئے عالم میں اس دنیا سے رخصت، بعض ناوہ و
اعزاء و احباب کی خستہ حالی اور بربادی اور اپنے مالی مصائب اور صدموں اور
عروسیوں کا حال بہت غم انگیز انداز میں بیان کیا ہے ۔ ان واقعات و تاثرات سے
میرزا کی زندگی کے بعض پہلوؤں اور ان کی شخصیت کے بعض گوشوں پر روشنی
پڑتی ہے ۔

میرزا غالب کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے دستیابِ خالص فارسی زبان میں لکھی ہے اور اس میں عربی کا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا۔ خالص فارسی کی طرف میرزا کا گہرا میلان ہے اور یہ ان کی انفرادیت پسندی اور اپج کے علاوہ ایران پرستی کی دلیل ہے۔ خالص فارسی زبان استعمال کرنے کی وجہ سے دستیاب کی عبارت میں بعض جگہ ابہام پیدا ہو گیا ہے اور شریں الفاظ و تراکیب کے ساتھ ساتھ غیر مانوس کلمات کثرت سے استعمال ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ سے حاشیے میں خاص طور سے الفاظ کے معنی لکھنے پڑے۔ نقشہ کو لکھتے ہیں :

”لغات کے معنی حاشیے پر چڑھیں۔ اس کی روشنی دل آویز اور تقسیم نظر فریب ہو“ (۱)۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ ایران میں شے قومی شعور اور ملی احساس کے تحت انیسویں صدی میں خالص فارسی یا فارسی سرہ کی تحریک کا آغاز ہوا جس نے بیسویں صدی میں پھر معمولی شلت اختیار کر لی۔ ادھر انیسویں صدی میں میرزا غالب کے حال اس میلان نے دستیاب میں اپنے اظہار کی مکمل صورت پائی۔

فارسی سرہ کی تحریک کی طرف کسی قدر تفصیل سے اشارہ بے جا نہ ہوگا۔ اس کی تاریخ بہت پرانی ہے اور اس کی جڑیں قومی شعور اور دیرینہ روایات میں پیوست ہیں۔ فارسی ادب کا آغاز تیسری صدی ہجری/ثون صدی عیسوی میں ہوتا ہے۔ جوتہی/دسویں صدی ہی میں دقیقی اور فردوسی (۹۳۱/۳۲۹) کے کلام میں عربی الفاظ سے اجتناب کی ایک شعوری کوشش ملتی ہے۔ فردوسی کے معاصرین بوعلی سینا (۹۸۰/۳۷۰-۱۰۳۷/۴۲۸) اور ابو ریحان البیرونی (۹۷۳/۳۶۲-۱۰۴۸/۴۳۷) نے اپنی فارسی تصانیف میں عربی کی علمی اور

فلسفیانہ اصطلاحات کا ترجمہ کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ (پانچویں/ گیارھویں صدی ہی میں ایران کے مفکر اسماعیلی شاعر ناصر خسرو (۱۰۰۴/۳۹۳-۱۰۸۸/۳۸۱) کے ہاں خالص فارسی کا واضح میلان ملتا ہے۔ ان علما کے ہاں خالص فارسی استعمال کرنے کا رجحان شعوی اور اسماعیلی تحریکوں کے گہرے اثرات کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ (۱) اسماعیلی مبلغین کا مقصد اپنی تصانیف کو عوام تک پہنچانا تھا اور وہ قومی زبان کو تقویت دے کر اپنے مقصد کی تکمیل چاہتے تھے۔ افضل الدین کاشانی (م ۱۲۰۸/۶۰۳) کے ہاں بھی فارسی سرہ کا رجحان پایا جاتا ہے۔ یہ رجحان کسی خاص زمانے یا فرقے تک محدود نہیں۔ فارسی ادب کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت واضح ہوئی ہے کہ مختلف ادوار میں بعض اہل علم و ادب نے گاہے گاہے خالص فارسی زبان استعمال کرنے کی آرزو کا اظہار کیا جس کا سبب بقول ایرانی دانشور سید حسن تقی زادہ (۱۲۹۵/۱۸۷۸-) صرف قومی اور نسلی شعور ہی کو قرار دیا جا سکتا ہے۔ (۲) سید علی امیر حکمت (۱۸۹۳/۱۳۱۰-) نے اسسانی رجحان کی تفصیل ”فارسی نغز“ میں قلمبند کی ہے اور فارسی کے بعض معاصر کلاسیکی اہل فکر و نظر مثلاً شیخ عبدالقہ نصاری (۱۰۰۶/۲۹۶-۱۰۸۸/۳۸۱) و شیخ سعدی شیرازی (تقریباً ۵۸۰/۱۱۸۳-۱۲۹۱/۶۹۱) اور جلال الدین دوانی صاحب اخلاق جلالی (۱۰۰۲/۶۰۲) وغیرہ کے اقبالیات سے اپنے دعوے کی تصدیق کی ہے۔ (۳)

بعض ایرانی ادیبوں نے قومیت کے نشے سے غمور ہو کر عربی الفاظ کا سرچشمہ بھی فارسی الفاظ میں ڈھونڈنا شروع کیا اور اس سلسلہ میں نہایت مضحکہ خیز توجیہات بھی کیں مثلاً حمزہ بن الحسن املہانی (۸۹۳/۲۸۰-

(۱) سعید نفیسی : شاعکار های نثر فارسی معاصر، تہران۔ ۱۳۳۰ھ۔ ش۔ ص ۱۷۔
 (۲) مجلہ ”یادگار“، لزوم حفظ فارسی فصیح، تہران۔ مال پنجم۔ شاہد ششم۔ ص ۱۳۔

(۳) فارسی نغز۔ تہران۔ ۱۳۳۰ھ۔ ش۔

۱۳۶۰ء) نے ”سورخ“ کا مادہ ”ماہ رود“ ”پہنچ“ کا ”من چہ نکم“ ”نہاوند“ کا ”توج آوند“ اور ”چلیا“ کا ”چہار پایہ“ تجویز کیا ہے (۱)۔

خالص فارسی کا رجحان فارسی لغت کے اولین آثار لغات فارس (۱۰۶۶/۲۰۵۸)۔ ۱۰۷۳/۲۶۵ کے درمیان) مولفہ اسدی طوسی (م ۱۰۷۳/۲۶۵) اور معیار جالی (۱۳۴۴/۷۴۵) مؤلفہ شمس الدین محمد فخری اصفہانی میں بھی واضح ہے۔ مورخ الذکر کتاب کے چوتھے حصے میں جو لڑھنگ کے لئے مخصوص ہے صرف خالص فارسی کے کلمات نظر آتے ہیں۔ محمد قاسم سروری کشانی نے شاہ عباس اول (۱۵۸۷/۹۹۶-۱۶۲۹/۱۰۳۸) کے عہد میں اسی انداز میں لڑھنگ سروری (۱۵۹۹/۱۰۰۸) مرتب کی۔ یہ روایت برصغیر پاکستان و ہند میں بھی پہنچی۔ ابوالفضل (۱۵۵۱/۹۵۸-۱۶۰۲/۱۰۱۱) کے حلق فارسی سرہ کا قوی رجحان ملتا ہے۔ جلال الدین حسین عبداللہ بن فخرالدین حسن انجو شیرازی نے شہنشاہ اکبر (۱۵۵۶/۹۹۳-۱۶۰۵/۱۰۱۳) کی سرپرستی میں ۱۵۹۷/۱۰۰۵ میں خالص فارسی الفاظ کی ایک لغت مرتب کرنے کا آغاز کیا۔ یہ اہم لغت جہانگیر کے عہد حکومت (۱۶۰۵/۱۰۱۳-۱۶۲۷/۱۰۳۶) میں ۱۶۰۸/۱۰۱۷ میں لڑھنگ جہانگیری کے نام سے پایہ تکمیل کو پہنچی۔ مغلیہ عہد میں برصغیر پاکستان و ہند میں فارسی سرہ کی تحریک کو دساتیر کی تصنیف سے بہت ہوا ملی۔ دساتیر میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ کتاب ایران کے پیغمبران قدیم کا مقدس ورثہ ہے اور اس کی زبان ایران کی قدیم ترین زبان ہے۔ خود میرزا غالب نے دساتیر کو بڑے احترام کی نظر سے دیکھا ہے۔ اس کے بارے میں دستنب کے آخر میں حاشیے میں مندرجہ ذیل عبارت درج ہے :

”باید دانست کہ دساتیر نامہ چند است کہ بر پیغمبران فارس در زبان آسمانی از آسمان فرود آئند است، و داستان پنجم آنرا در زبان فارسی

کا آمیختہ ہے۔ تازی ترجمہ کردہ است۔ سامان پنجم خاتم سامانان است۔
بعد ازوی سامان برخاسته است، (۱)

”میرزا نقتہ کے نام ایک خط میں جس کا ذکر اوپر آچکا ہے لکھتے ہیں :

”... اور التزام اس کا کیا ہے کہ دستاویز کی عبارت یعنی ہارس
قدیم لکھی جاتیے اور کوئی لفظ عربی نہ آئیے۔ جو نظم اس میں درج
ہے وہ بھی بے آمیزش لفظ عربی ہے۔ ہاں اشخاص کے نام نہیں
بدلیے جائے۔۔۔۔۔ حاشیے پر البتہ لغات کے معنی لکھے جائیں گے۔“ (۲)

یہی ذکر جودہری عبدالغفور سرور کے نام کے ایک خط میں کیا ہے :

”... مگر بطریق لزوم مالا بلزوم اس کا التزام کیا ہے کہ بزبان
فارسی قدیم جو دستاویز کی زبان ہے اس میں یہ نسخہ لکھا جاوے
اور سوائے اس کے کہ وہ بدلے نہیں جاتے کوئی لفظ عربی اس میں
نہ آوے۔“ (۳)

میرزا دستاویز پر اس حد تک فریفتہ تھے کہ اسے انہوں نے ”میرا امان و
حرر جان“ تک کہا ہے (۴) اور دستیو میں اظہار خیال کے لئے مستقل طور
پر اس کا دامن تھاما ہے لیکن عجیب بات ہے کہ میرزا کو دستاویز کی اصل
اور نوعیت کے بارے میں صحیح اندازہ نہیں ہو سکا۔

(۱) ص ۸۳

(۲) خطوط غالب۔ ص ۱۶۲۔

(۳) ایضاً۔ ص ۳۷۷۔

(۴) ایضاً۔ ص ۶۴

دساتیر میں کتاب کی زبان کو ایران کے پیغمبران قدیم کی زبان سے یاد کیا گیا ہے اور دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس سلسلہ کے آخری اور سولہویں پیغمبر سامان پنجم نے اس میں انہائے سلف کے پیغام کی تفسیر و توضیح کی ہے۔ سامان پنجم کو مصنف نے خسرو پرویز (۶۲۸-۶۵۹ء) کا ہم عصر قرار دیا ہے۔

دراصل دساتیر کی ساری بنیاد افسانہ طرازی پر ہے۔ اس کے مطالب و زبان اس حقیقت کے شاہد ہیں کہ دساتیر کا تعلق نہ ایران کے قدیم مذاہب سے ہے اور نہ کسی قدیم ایرانی زبان سے۔ لرائٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب مغلیہ عہد میں برصغیر پاکستان و ہند میں لکھی گئی ہے۔ پروپیسر بور داؤد کے خیال میں تصنیف کا زمانہ اکبری دور ہے۔ (۱) ڈاکٹر محمد معین نے اسے فرقہ آذر کیوان سے نسبت دی ہے۔ آذر کیوان ایک زرتشتی عالم تھا۔ یہ اپنے پیروؤں کے ہمراہ اکبر کے زمانے میں شہراڑ یا اس کے گرد و نواح سے برصغیر میں آیا اور پٹنہ میں آباد ہو گیا تھا۔ (۲)

سب سے پہلے دساتیر کا ذکر ”افغانستان چہار چین“ میں آتا ہے جسے بہرام بن لرحاد بن اسفند یار معروف بہ فرزانہ بہرام نے ۱۲۲۳ ہجری میں بعضی سے شائع کیا۔ کتاب کے ناشر سیاوش آذری نے دیباچے میں لکھا ہے کہ فرزانہ بہرام، آذر کیوان ابن آذر گنبد کے تلامذہ میں سے ہے جن کا سلسلہ سامان پنجم سے ملتا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۲۸ پر فرزانہ بہرام نے نامہ ”زرتشت اور دساتیر میں مطابقت پیدا کرنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کے بعد حسن قاضی نے اپنی کتاب دہستان المذاہب میں جو بارہویں صدی ہجری کے آغاز میں لکھی گئی ہے افغانستان چہار چین کے حوالے سے

-
- (۱) ایران امروز ”دساتیر“، تہران۔ بہمن ماہ ۱۳۱۹ھ۔ ص ۱۷۔
 (۲) لغات فارسی ابن سینا و نائیر آتھا در ادبیات۔ تہران۔ (نقل از شماره دوم مجلہ دانشکدہ ادبیات۔ سال دوم) ص ۳۹۔۴۰

ہو لیں جبکہ دسانیر کا نام لیا ہے۔ دسانیر کو پہلی مرتبہ بیٹی کے ایک زردشتی عالم ملا فیروز (م ۱۲۴۶/۱۸۳۰) نے ۱۸۱۸/۱۲۳۵ میں شائع کیا۔ اصل نسخہ اب بھی بیٹی کے کتاب خانہ ملا فیروز میں موجود ہے۔ اس میں متن کے ہر فقرے کے ساتھ تفسیر درج ہے۔ کتاب کے مصنف کا نام اس میں نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں سر جان ملکم مصنف "تاریخ ایران" (History of Persia) نے بھی اس کی نشوونما کی۔ اس کیے بعد ولیم ارکن کی مدد سے ملا فیروز نے دسانیر کا انگریزی میں ترجمہ کیا اور اسے دو جلدوں میں طبع کیا۔ پہلی جلد میں کتاب کا متن و تفسیر اور دوسری میں اس کا انگریزی ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ سے پہلے بیٹی کے ایک کورلر ڈانکن نے بھی دسانیر کا ترجمہ انگریزی میں شروع کیا تھا مگر موت نے اس کی تکمیل کی مہلت نہ دی۔

ملا فیروز نے دیباچے میں لکھا ہے کہ دسانیر شاہجہان کے زمانے تک اعلیٰ علم و عرفان کے حلقوں میں معروف نہیں لیکن استبداد زمانہ سے اس کا وجود مٹ گیا۔ پروفیسر یور داؤد کا خیال ہے کہ اکبری دور کی فضا جب برصغیر میں ایک نئی مذہبی تحریک جنم لے رہی تھی دسانیر کے لئے بہت سازگار تھی۔ دسانیر کے جیسے حوالے ملتے ہیں وہ اس دور کے بعد کی کتب میں ہیں۔ ان کی رائے میں دسانیر کی تفسیر خود اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ اس کا زمانہ تصنیف ساڑھے تین سو سال سے زیادہ نہیں۔ زبان کی نوعیت سے ہتہ چلتا ہے کہ کتاب ایران سے باہر لکھی گئی ہے۔ دسانیر کے بعض نظریات مثلاً مسئلہ تناسخ کی حاکم، حیوان کشی اور گوشت سے پرہیز اور مردوں کو چلانے کی اجازت کے علاوہ دسانیر کی زبان میں مسیح شدہ ہندی الفاظ کا استعمال اس قتلہ نظار کی تائید کرتے ہیں کہ یہ کتاب برصغیر میں لکھی گئی۔

دسانیر کی صحت کو پرکھنے یا اس کی قدامت متعین کرنے کے لئے ضروری ہے

کہ اس کا تقابلی مطالعہ قدیم ایرانی زبانوں کے زمانے اور ماہیت کی روشنی میں کیا جائے جس سے ہمارے دانشور تیرہویں/انیسویں صدی میں کئی طور پر آگاہ نہیں تھے۔ یورپ میں ایرانی لسانیات کے مطالعہ کی ابتدا بارہویں/اٹھارہویں صدی کے وسط میں فرانسیسی محقق آنکٹیل دو پیران Anquetil du Perron نے کی اس نے ۱۷۵۴ء سے ۱۷۶۱ء تک برصغیر پاکستان و ہند میں رہ کر پارسی علم کی صحبت میں اوستا کا مطالعہ اور ترجمہ کیا جسے بعد میں مستشرقین نے سہواً زنداوستا کے نام سے یاد کیا۔ اس کے بعد اوستائی زبان اور سنسکرت کے درمیان لسانی مماثلت پر تحقیق ہوئی۔ ڈناورک کے ایک دانشور اریسمی راسک (Erasmus Rask) نے دونوں زبانوں کا تقابلی مطالعہ کیا اور اوستا کی صرف و نحو کی تحقیق کے بعد ان زبانوں کا باہمی رشتہ متعین کیا۔ برنوف (Burnouf) نے سائنسی اصولوں کی بنیاد پر اس موضوع پر مزید امداد کئے اور آنکٹیل دوپیران کی علمی لغزشوں پر بھی روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مختلف مستشرقین جن میں ویسٹر گارڈز (Westergaards) سپگل (Spiegel) جی (Justi)، دار مسٹر (Darmesteter)، دارلے (de Harlez)، گائیگر (Geiger) بیفٹی (Benfey) رات (Roth)، ہاگ (Haug)، گلدنر (Geldner) اور ولیم جیکسن (William Jackson) خاص طور سے قابل ذکر ہیں قدیم ایرانیات کے مطالعہ کا دائرہ وسیع کرتے چلے گئے اور آج ان محققین کے شوق تجسس و ذوق جستجو کے باعث قدیم ایرانی زبانوں اور بولیوں پر ایک بڑی تعداد میں کتابیں اور مقالے موجود ہیں اور تحقیق کا یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ ان زبانوں میں اوستا، فارسی باستان (Old Persian)، پارسی، سغدی، پہلوی، خوارزمی اور عجمی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ بدقسمتی سے میرزا غالب کی رسائی ان علمی کاوشوں تک نہ ہو سکی اور وہ ایک ایسی زبان کو ایران کی قدیم اور مقدس زبان سمجھتے رہے جس کا پرانی ایرانی زبانوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

دستبر کے مطالعہ سے اس حیرت انگیز امر کا انکشاف ہوتا ہے کہ اس کی زبان ایران کی کسی قدیم زبان سے مشابہ نہیں۔ ایرانی زبانوں ہی پر کیا

موقوف ہے کسی ہند وارو پائی (Indo-European) زبان سے بھی اس کا کوئی
 رشتہ نہیں۔ یہاں تک کہ سامی زبانوں سے بھی اس کا کوئی تعلق
 ثابت نہیں ہوتا۔ مصنف نے ساسان پنجم کو خسرو پرویز کا ہم عصر بتایا ہے۔
 اس دور میں پہلوی زبان میں اوستا کی تفسیر زند کی تکمیل ہو رہی تھی۔
 اسی زمانے میں زند پر مزید شرح پازند کی شکل میں لکھی گئی۔ مشہور پہلوی کتاب
 ماتیکان ہزار داستان بھی اسی دور میں تالیف ہوئی۔ لیکن تعجب کی بات ہے
 کہ داستان کی زبان اور پہلوی یا پازند میں قطعاً کوئی مناسبت نہیں۔ یہ ایک
 ناقابل تردید حقیقت ہے کہ لسانیاتی تحقیق کی روشنی میں داستان
 کی زبان کا ایران کی کسی قدیم زبان سے قطعی طور پر کوئی تعلق
 نہیں ہے اور بجا طور پر ایرانی لسانیات کے مغربی متخصصین نے داستان کا
 مذاق اڑایا ہے۔

زبان سے قطع نظر داستان کے نفس مضمون سے بھی اس کے غیر مستند
 ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اس میں جن سولہ قدیم پیغمبروں کا ذکر کیا گیا
 ہے ان میں کچھ نام مثلاً سبا باد، جی افروم، شای کلیو اور یاسان ایسے
 ہیں جن کا نہ ایران کی قدیم داستانوں یا تاریخ میں سراغ ملتا ہے اور نہ
 ایران کی تاریخ و تہذیب سے مربوط قدیم یونانی اور رومی ادب میں پتا چلتا ہے۔
 باقی بارہ نام بھی ایسے ہیں جن کا ذکر ایران کی کسی قدیم تحریر میں نہیں
 ملتا لیکن مفسر نے اپنی تفسیر میں ان کے نام بدل کر کیومرث، سپامک،
 ہوشنگ، تہمورس، جمشید، فریدون، متوجر، کیخسرو، زرتشت، سکندر، ساسان اول
 اور ساسان پنجم گنوائے ہیں۔ ان ناموں میں صرف زرتشت ایسا ہے جس نے
 ایران کو ایک نیا مذہب دیا۔ باقی میں سے اکثر افسانوی بادشاہ ہیں جن کا
 تعلق داستان عہد کے پیشدادی خاندان سے ہے۔ ساسان کے نام سے ایران
 کی تاریخ میں چند افراد ملتے ہیں جن میں سے معروف ترین نام ساسانی خاندان
 کے بانی اودشیر (۲۲۶-۲۴۱ء) کے باپ کا ہے۔ لیکن ایران کی تاریخ یا
 داستانوں میں کبھی ساسان اول یا ساسان پنجم ایسے نام نہیں ملتے۔ باقی رہا

سکندر تو قدیم ایران نے ہمیشہ اُسے ظالم اور غاصب سمجھا جس نے ایران کو تاخت و تاراج کیا اور اس کی آزادی سلب کی۔ پہلی کتابوں مثلاً کارنامک اورخشیرباگان وغیرہ میں سکندر کو بیغیر نو کہا ”گجستک“، یعنی ”ملمون“ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ دساتیر میں مہاباد کو انوابشر کہا گیا ہے حالانکہ اوستا کے مطابق اولین بشر کیوسرٹ ہے۔ غرضیکہ ایران کے قدیم معتقدات اور دساتیر کے مطالب میں ایک بین تفاوت ہے۔

فارسی کی قدیم ترین فرهنگ لغات فرس میں دساتیر کے الفاظ نہیں ملے۔ فرهنگ سروری، فرهنگ جہانگیری اور فرهنگ رشیدی (۱۰۶۳/۱۶۵۳) میں بھی یہی کیفیت ہے۔ البتہ برہان قاطع (۱۰۶۲/۱۶۵۲) میں دساتیر کے الفاظ سینکڑوں کی تعداد میں نظر آتے ہیں لیکن تعجب کی بات ہے کہ صاحب برہان قاطع نے کہیں دساتیر کا حوالہ نہیں دیا۔

تیرہویں / انیسویں صدی میں رضا قلی ہدایت (۱۲۱۵/۱۸۰۰-۱۲۸۸/۱۸۷۲) نے فرهنگ انجمن آرای نامری (۱۲۸۶/۱۸۶۹) میں دساتیر کے الفاظ کثیر تعداد میں شامل کئے ہیں اور بعض جگہ دساتیر کا حوالہ بھی دیا ہے۔ مذکورہ فرهنگ کے چھپنے سے پہلے ملا فیروز دساتیر شائع کر چکا تھا۔ اہل ایران اس زمانے میں قومیت کے مغربی تصور سے متاثر ہو رہے تھے۔ یوں ان کے ہاں قدیم ایران سے ایک جذباتی نکلوا ہمیشہ سے موجود رہا ہے چنانچہ دساتیر کو ایران قدیم کا ایک مقدس صحیفہ سمجھتے ہوئے بہت سے اہل قلم نے دساتیر کے الفاظ کا خیر مقدم کیا۔ ناصرالدین شاہ قاجار (۱۲۶۳/۱۸۳۸-۱۳۱۳/۱۸۹۶) کے زمانے کے ایک شاعر فتح اللہ خان شہزانی نے اپنے مجموعہ ”کلام“ (۱۳۰۸/۱۸۹۱) میں دساتیر کے فرضی بیغیر مہاباد کو بیغیرہ اسلام کے برابر جگہ دی :

مہاباد این گفت و احمد ہیں چہ بھی تو در آن سہ عیسوی

فرست شیرازی نے دستاویز کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اس دور کے مشہور شاعر میرزا صادق خان امیری ادیب الممالک فراہانی (م ۱۳۳۶/۱۹۱۸) کے دیوان (۱۳۱۲/۱۸۹۴) میں دستاویز کے الفاظ سے گہرا جذباتی لکڑ فطر آتا ہے :

پنج فرجود (۱) ہدیدہ آئندہ از شت (۲) زرتشت
کہ بہ یغیریش راست بود پنج گواہ

میرزا تقی خان سپہر نے تاریخ التواریخ (۱۲۷۳/۱۸۵۷-۱۳۲۵/۱۹۰۶) میں دستاویز پر ایک پورا باب رقم کیا ہے جس کے مطالب اور ایران کی مل داستانوں میں قطعاً کوئی ربط نہیں۔

تیرہویں/انیسویں صدی ہی پر کیا موقوف ہے۔ خود چودھویں/یسویں صدی میں رضا شاہ کبیر کے زمانے (۱۳۲۳/۱۹۲۵-۱۳۶۰/۱۹۴۱) میں جب فارسی سرہ یعنی خالص فارسی کی تحریک نے بہت زور پکڑا تو دستاویز کی زبان نے دفعہ بہت مقبولیت حاصل کر لی۔ جب رضا شاہ نے زبان کی تطہیر و توسیع کے لئے فرہنگستان کے نام سے ایک اکیڈمی بنائی تو اس ادارے کو یہی بعض لوگوں کی طرف سے دستاویز کے الفاظ شامل کرنے کی تجویز پیش کی گئی لیکن فرہنگستان کے ارکان نے جن میں ملک کے بعض چوٹی کے فضلا شامل تھے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔

مندرجہ بالا کوائف سے واضح ہوگا کہ جب برہان ناطع کے زمانے سے دستاویز کی زبان فارسی میں رخنہ اندازی کر رہی تھی اور پچھلے ایک سو سال میں جدید لسانی مقالات کے باوجود متعدد ایرانی دانشور بھی دستاویز کو

(۱) معجزہ

(۲) حضرت

ایران کی قدیم اور قدیم زبان سمجھنے کے مرتکب ہو چکے تھے تو میرزا غالب کے لئے اس غلط فہمی کا شکار ہونا کوئی غیر ممکن بات نہیں تھی۔ انہوں نے دساتیر کے ساتھ بڑی ارادت مندی کا اظہار کیا ہے۔ یہاں تک کہ اپنی دانست میں قدیم ایرانی زبان اور اس کی روایات پر عبور حاصل ہونے کے باعث انہوں نے اپنے آپ کو ساسان ششم کے نام سے بھی یاد کیا ہے (۱) میرزا نے دستبو میں جگہ جگہ دساتیر کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ خود انہوں ان کے بحر مانوس ہونے کا احساس تھا اس لئے انہوں نے حواشی میں ان نام الفاظ کے معنی بھی لکھ دیے ہیں۔ زیر طبع ایڈیشن میں یہ تمام معانی حواشی میں من و عن درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ دستبو کے پڑھنے والوں کو مفہوم کے سمجھنے میں مشکل پیش نہ آئے۔

یہاں یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ صاحب دساتیر نے زبان وضع کرنے کے لئے نئے نئے ڈھنگ نکالے ہیں۔ بعض جگہ فارسی الفاظ کے معنی بدل دیئے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر ”امیغ“ کے معنی ”آمیزش“ ہیں۔ دساتیر میں یہ لفظ ”حقیقت“ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ بعض جگہ عربی الفاظ کا لغوی ترجمہ کر دیا گیا ہے مثلاً ”ہیتا المعمور“ کو خانہ آباد، ”ملوک الطوائف“ کو ”ہر سوہ بادشاہان“، ”فاعل“ کو ”کن ور“ اور ”قطع نظر“ کو ”برش دید“ کہا گیا ہے۔ بعض فارسی الفاظ کے شروع اور آخر سے حرف اڑا کر نئے لفظ وضع کئے گئے ہیں یا اس کے برعکس شروع یا آخر میں حروف کا اضافہ کر دیا گیا ہے مثلاً ”باستان“ سے ”باس“، ”جم“ سے ”جمہر“ وغیرہ۔ بعض عربی کلمات ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے کئی کئی تراجم کئے گئے ہیں مثلاً ”واجب الوجود“ کے لئے ”ہر آئندہ بود“، ”ہر آئندہ ہستی“، ”ناچار باش“، ”ناگزیر باش“، وغیرہ، یا ”ممکن الوجود“ کے لئے ”شایستہ ہستی“، ”شایستہ بود“، ”ناور فرقاں“، وغیرہ۔

(۱) یعنی ز دساتیر بود نامہ ما ساسان ششم بہ کاردانی مائیم—ص ۸۳

ب رہا میرزا غالب کا یہ دعوے کی کہ کتاب میں عربی زبان کا کوئی لفظ استعمال نہیں ہوا تو یہ بھی پوری طرح صحیح نہیں ہے۔ اگرچہ میرزا غالب کے اکثر سوانح نگاروں اور ناقدوں مثلاً حالی (۱) اکرام (۲)، سہر (۳)، مالک رام (۴)، امتیاز علی عروسی (۵) اور ہمیش پرشاد (۶) نے اس دعوے کی تائید کی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرزا کے اس التزام کے باوجود کہ ”کوئی لغت عربی اس میں نہ آوے“ کتاب میں عربی کے کئی الفاظ موجود ہیں جن پر میرزا کی نظر نہیں پڑی۔ وہ عربی لفظ ”نہیب“ کے استعمال کے بعد چونک گئے تھے اور انہوں نے اس کو نکالنے کے لئے خاص ہدایات جاری کی تھیں۔ مگر جو الفاظ ان کی نظر سے وہ گئے ان پر سید جمیل الدین ٹونکی نے ”نستنبو کا ایک خاص نسخہ“ کے عنوان سے ایک مقالے میں فاضلانہ بحث کی ہے (۷)۔ ان میں سے کچھ عربی کلمات مثلاً مالک (۸)، زمزمہ (۹)، شرر (۱۰)، صاحب (۱۱)، قلعہ (۱۲)،

(۱) یادگار غالب - علی گڑھ - بار دوم - ص ۳۲۵

(۲) آثار غالب - بمبئی - چوتھا ایڈیشن - ص ۱۲۸

(۳) خطوط غالب - ص ۱ (مقدمہ)

(۴) ذکر غالب - دوسرا ایڈیشن - ۱۹۵۰ع - ص ۱۲۱

(۵) مکاتیب غالب - رام پور - طبع سزم - ۱۹۳۵ع - ص ۳۳

(۶) ”تصانیف میرزا غالب کی ابتدائی اشاعتیں ماہنامہ سب رس - حیدر آباد دکن -

جون ۱۹۵۱ع - ص ۳ -

(۷) نوائے ادب - ہمیش - جلد ۶ شماره ۲ و ۳، جلد ۷ شماره ۳ -

(۸) ص ۳۰، ۳۳، ۳۶، ۳۹، ۵۰، ۶۱، ۶۸، ۷۷

(۹) ص ۷۳، ۷۷

(۱۰) ص ۵۵

(۱۱) ص ۳۰، ۶۵، ۶۹، ۷۲

(۱۲) ص ۳۰

کیسہ (۱)، غولیا (۲)، خنجر (۳) کی مثال دی جا سکتی ہے۔ ان میں سے بعض الفاظ بظاہر ہارسی کے ہیں یہاں تک کہ لفظ خنجر کے ہارے میں تو رضا قلی ہدایت کو لکھنا بھی پڑا کہ ”اگرچہ در اعجاز ہارسی بسی مستہور است اما عربیت و دشمن ہارسی اگست (۴)۔“ مگر انصاف کی اصل عربیت ہے۔ عربی ہی پر موقوف نہیں میرزا نے انگریزی کے بہت سے الفاظ بھی استعمال کئے ہیں مگر یہ عام طور سے عہدوں، سپنولہ اور اشیائے خاص کے نام ہیں اور میں ان سے اکثر سے شائد میرزا کو مقرر نہیں تھا۔ یہ الفاظ مندرجہ ذیل ہیں :

لارڈ (۵)، گورنر (۶)، گورنر جنرل (۷)، ستمبر (۸)، اکتوبر (۹)، کرنل (۱۰)،
لشٹنٹ گورنر (۱۱)، نومبر (۱۲)، جنوری (۱۳)، فروری (۱۴)، مارچ (۱۵)، ایپریل (۱۶)

(۱) ص ۱۲

(۲) ص ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۸، ۱۵۱

(۳) ص ۱۴۱، ۱۴۵

(۴) فرہنگ انجمن آراء نامری - تہران - ۱۲۸۶

(۵) ص ۱۵۵، ۱۵۶

(۶) ص ۱۵۶

(۷) ص ۱۵۸، ۱۶۱

(۸) ص ۱۵۸، ۱۶۰، ۱۶۲، ۱۶۸

(۹) ص ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۶۶

(۱۰) ص ۱۶۰

(۱۱) ص ۱۶۱

(۱۲) ص ۱۶۶

(۱۳) ص ۱۶۸

(۱۴) ص ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱

(۱۵) ص ۱۷۲، ۱۷۳

(۱۶) ص ۱۷۰

میگزین (۱)، جرنیل (۲)، کلکٹر (۳)، مسٹر (۴)، کمشنر (۵)،
چیف کمشنر (۶)، پٹنن (پٹنن)، (۷) ایپل (۸)، مٹی (۹)، جون (۱۰) فرنچ
(ایک خاص شراب کا نام ہے)، (۱۱) جولائی (۱۲)، اگست (۱۳)۔

مہینوں کے بارے میں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ جب میرزا نے عربی کے
مانوس الفاظ کی بجائے دسائیر کے غیر مانوس الفاظ استعمال کئے تو وہیں
مہینوں کی بجائے انہوں نے ایرانی مہینوں کا استعمال کیوں مناسب نہ سمجھا۔

فارسی میں بعض ترکی اور تاتاری الفاظ کچھ اس طرح شامل ہو گئے ہیں
کہ وہ بظاہر فارسی لفظ معلوم ہوتے ہیں۔ انہی میں سے ایک لفظ ”بہادرہ“ (۱۴)
ہے جسے میرزا نے مختلف المبروں کے نام کے آگے لکھا ہے۔ انگریز سپاہیوں
کے لئے انہوں نے ہندی اصطلاح ”گورہ“ استعمال کی ہے اور پھر اس سے ایک
نئی ترکیب یعنی ”گورہ چنل“ (۱۵) بھی وضع کی ہے۔

بہر حال ان چند مستثنیات کے سوا کتاب کی زبان وہ ہے جسے میرزا غالب نے
خالص فارسی سمجھا ہے اور جس کے لکھنے میں انہوں نے بڑی کاوش
کے کام لیا ہے۔

شکور احسن

(۱) ص ۴۴	(۲) ص ۵۵
(۳) ص ۵۵	(۴) ص ۵۸
(۵) ص ۷۰	(۶) ص ۶۹، ۷۱
(۷) ص ۵۸، ۸۰	(۸) ص ۵۵، ۷۳
(۹) ص ۳۹، ۴۴، ۴۸، ۵۵، ۷۷، ۸۱	(۱۰) ص ۴۴، ۷۵
(۱۱) ص ۷۷	(۱۲) ص ۸۰، ۸۱
(۱۳) ص ۸۱	
(۱۴) ”و این لفظ ترکی است ... غیات اللغات، نول کشور ابدیشن۔“	
لکھنؤ۔ ۱۹۳۰ء۔ ص ۸۷۔	(۱۵) ص ۶۰۔

قصیده^۴

برگزیده

در مدح خداوند روی زمین سایهٔ جهان آفرین

حضرت قدر قدرت ملکهٔ معظمهٔ انگلستان خلد الله ملکها بالعدل والاحسان

مشتمل بر تمهیت فتح هندوستان

در روزگار ها تواند شایار یافت
برکار نیز گرد فلک در میان مبین
در های آسمان بزمین باز کرده اند
آمد اگر بفرض زبالا بلا فرود
چون حسن ماه بکشنیه یعنی بدان که ماه
چون رنگ روی گل نگری شاد شو که گل
در خاک و باد و آتش و آب آبتی فرود
ناچار جز بفاد گرایش نمی کند
هرکس بقدر فطرت خویش ارجمند گشت
گر خوابه بنده را خط آزادی نبشت
ور بنده خود زخشم خط بندگی درید
به روشنی و مهر فروزش ز سر گرفت
بهرام دل به پستی تیغ و کمر نهاد
نظاره فتنه های عیان از تبار سترد
چام از شراب روشنی آفتاب داد

خود روزگار آنچه درین روزگار یافت
حق داد داد حق که بمرکز قرار یافت
هر کس هر آنچه جست بهر روزگار یافت
بر روی خاک بیج و خم زلف یار یافت
پاداش جانگدازی شبهای تار یافت
امیر جگر خراشی بیکان خار یافت
این پرورش که خلق ز پروردگار یافت
در دهر هر چه صورت ازین هر چهار یافت
هر شی بهمن جوهر خویش اشتیاق یافت
هم بر در سرای خودش بنده وار یافت
توابع خوشدلی ز خداوند کار یافت
لیل و نهار صورت لیل و نهار یافت
ناهید ذوق ورزش مضرب و نار یافت
اندیشه گنجهای نهان آشکار یافت
بزم از بساط تازگی نو بهار یافت

روی سخن ، سنای بنا گوش گل گزید
 برهم زدند قاعده های کهن به دهر
 فیض سحر بغالب پیمانه کش رسید
 و هرن متاع خویش بر این السبیل ریخت
 عاشق ز بسکه شاهد یداد پیشه را
 خون گشت در دل وی اگر حسرت نگه
 گر زاهد است نیز زمن می بجام برد
 قفل دل عدو که کشایش قداشت نیز
 با فتنه هم مطایفه در خرمن لرفت
 عنوان رنگ و بو رقم دلفروز جست
 دولت سیند سوخت که شد ملک تازه روی
 از انتظام شاهی و آئین خسروی
 بر خستگان هدیه بخشود از کرم
 جشنی به کلاسای اقبال ساز داد
 باله چنان ز ناز که بهلو زنده تاج
 ناز د چنان بطویش که باله بروی تخت
 بایستی انجم از پیش تر صبح تاج و تخت
 باقوت ساز چرخ که معدن دکان اوست
 سنگی که نقش لعل و زمرد نبشته بود
 خرشید را بهشتم کواکب افزود ارج
 چمشید کش پناه سر همسری لبود
 زین بس بسی میاله مردم سخن رود
 همت فخریست باده ز انکور ساختن
 زحمت کشید گرچه بهار اندو اهتمام
 آورد گونه گونه نشانه های رنگ و بو
 گل را ز جوش رنگ بهنگامه جا کجاست

بانگ قلم نشاط نوای هزار یافت
 هرکس سرور تازه زهر گونه کار یافت
 ذوق صبح عاید شب زنده دار یافت
 کودک رضای لبو ز آموزگار یافت
 از بهر خویش غم گسل و غم گسار یافت
 چشم سیاه را بهزا سوگوار یافت
 در محرم است نیز ز شه زینهار یافت
 دلداده کلید ز دندان مار یافت
 خود رخت خوابش از رگ گل پوشتار یافت
 بستان آرزو شجر میوه دار یافت
 ملک آفرین سرود که دولت مدار یافت
 سور و سرور و دالشی و داد انتشار یافت
 وکتوریا (۱) که روشی از و روزگار یافت
 کاقبال قاز را به منشی سازگار یافت
 از بسکه تخت پایگبی استوار یافت
 از بسکه تاج کام دل اندر کنار یافت
 نازم فروتنی که جواهر قرار یافت
 آورد هر چه در کمر کوهسار یافت
 دوسینه خار خار زجوش شرار یافت
 تنها نه آبرو گهر شاهوار یافت
 ساقیگری گزید و در آن برده بار یافت
 زان دور باش ها که جم از برده دار یافت
 در دور شه بیکنه بروین فشار یافت
 داند همی که سود برون از شار یافت
 باخویش برد هر چه نه در خورد کار یافت
 آورد گر بهار تنش را فکار یافت

در راه دایمزد خربانی شمرده شد
 مویچکه آب در کهر شاهوار زد
 روزیکه زیر ران شهنشاه کاسران
 از کرد راه لبانی گیتی قناب پست
 و در شکار گله خدنگی زشت جست
 باشد بجای ویشه بمنزل زنده فرس
 تاج و نگین علامت شاهی است در جهان
 فرمانروای ماست که از هر شوکتی
 زین سان بیض تاسیه نامی نگشته بود
 دایم کز اقتضای زمانست کاین زمان
 آری چرا چنین نبود کز عطای دهر
 کوه از هجوم لاله خود رو بیا که خفت
 بی آن که خواهی ز گل دویان بود
 امروز لاله را بر کوهسار دید
 در وصف رنگ و بوی قوافی تمام شد
 این خوشدل ز روز ازل بود آن شاه
 حاشاکه مستعار بود همچو عمر خلق
 توان شایر دولت جاوید یافتن

در بزم قوت روح عزیزان فرار یافت
 جوشی که خون بناف غزال تار یافت
 توسن شرف بحیله سیر و شکار یافت
 و زخمت چاده ناله گردون مهار یافت
 چشم غزال سرمد دنباله دار یافت
 بالیدنش سزد که چنین شمسوار یافت
 این هر دهر که شد پنهان شهباز یافت
 شد تاج سرقرار و نگین اعتبار یافت
 صد بارم از گداز نفس آیار یافت
 شاخ بریده قلم این برگ و بار یافت
 آبان و مهر دسترس نو بهار یافت
 خاک از نمودنیل و ریحان بهار یافت
 دامان گل نسیم بستان چنار یافت
 دهقان که دی بدامنه کوهسار یافت
 تاجدار مدح شد بدعا اختصار یافت
 ولت آمد از سروش امانت بهار یافت
 عمری که شاه زنده دل از کردگار یافت
 در خود ز روی هندسه گاهی شمار یافت

از پس براست جیب مسی ز نقد اسم

هر جا الف نیست محاسب هزار یافت

بنام خداوند پیروز گر مه و مهر ساز و شب و روز گر

توانا داور نه سپهر فراز، هفت اختر فروزه و دانا خدای روان باتن آمیزه،
دانش و داد آموزه که این هفت و نه را بی مایه (۱) و افزار (۲) فراز آورد، و کارهای
آسان و دشوار را روانی و بندهای ست و استوار را کشایش به کشش و کوشش
اینان باز بست - اندازه این بر بست (۳) و بر نهاد (۴) نه بدان انداز بست که این
کالبدهای باهم ستیزنده از یک دگر گریزنده بهم آمیزنده روان نداشته باشند،
و در فرماندهی از فرمانبری نشان، و در گرایش (۵) و درایش (۶) از نفعت پس
فرمان نداشته باشند:

ز راز اختر و گردون چه دم زنی که هنوز همی زهم نشانی ستان (۷) و (۸) دیوا را
مشو ستاره پرستار کفایتی هست فرو گزیده فروغش نهان و پیدا را

زاور (۹) و زاوش (۱۰) را در برمودن سود دست و بهرام (۱۱) و کیوان (۱۲) را
در آسودن زیان دستگاه اگر هست گویاش - دانا دانوشناسا شناسد که

(۱) ماده (۲) آله (۳) قانون (۴) قانون (۵) توجیه (۶) به دال مفتوحه تأثیر
(۷) چت (۸) معلق (۹) زهره (۱۰) مشتری (۱۱) مریخ (۱۲) زحل

خجستگی و خستگی را سایه از کجاست - ستارگان سر هتکان دا دارند، و سرهنگان دادگ - با آنکه هیچگاه از جنبر داد سر برون نیاوند، در منشی و روش باهم انبازی و کار جز کارسازی نداشتند - اگر یکی بدوشی دوستی کار خواست ، و دیگری به نرمی گرمی هتکانه روا داشت ، همه پیراستن و آراستن است - نه سخت گیری و فروگزاشت ؛

چر گر (۱) که ز زخمه زخم بر چنگ زند پیداست که از بهر چه آهنگ زند در برده ناخوشی خوشی پنهانست کازر نه زخمش جایه پرستگ زند

در آسبخ (۲) فروغ هر فیروزه (۳) به نیستی توهم (۴) بخشنده هستی است - هر آینه هر چه از آرام و آزار و برتری و پستی است از آن رو که رایگان بخشی و ترفعتی است همه سود و بهبود فرو بارد، و همه شادی و شادمانی باز آرد - تونگر از می و میم و بریان و گلیم هر چه بدویش دهد دهشی و داد است و جدانشناسی (۵) خوب و زشت و کم و بیش بندهار و سعاد (۶) است - آیا درباره این نمودهای بی بود که پیوسته در نیستی بستند، این پایه بخشش بی نیست که هستند؟

سخن از اندازه دید و دانست خفته خردان گزشت، و سخنگری را با خویش برد - فلچار پایه، چند فرود آیم، تا همان گفتار بیشین سرایم - گشتن آبان به گشتن آسبا ماند - دانی که آسبا را بگردش آوری هست - چرا ندانی که آبان را داوری هست ؟ باز و بود رهبانی که از نگه سپهر و کین ستاره بپرخه، چرخ رفته اند، برده چند بافته بروی روزگار فروهشته اند - دیده و روان نشان شناس که از آفرینش به آفرید کار بی همی برند، کار فرمای و فرمانروای یزدان از پس هر برده می نگرند ؛ چون جنبش سپهر فرمان داور است پیداد نبود آنچه با آبان دهد

(۱) بهترین مطرب (۲) حقیقت (۳) صفت (۴) یروژن نسیم محض (۵) ما به الامتیاز یعنی تفرقه (۶) به سین مفتوح وهم

زهی بود بخشی ناپود ربای، و داد گستر بیداد زدای - هم بداد توانا را
 نیرو گاه، وهم بصیر ناتوان را زور افزای - گویم که به خاک و خون خفتن
 آگفته سران پیل سوار به آسیب سنگریزه پرستو(ک)، و جان سپردن نمرود بزم
 نیش پشه از چه روست ؟ ها ناگه این نشانه‌های روشن همه باز نمود نیرو گاهی
 و زور افزای اوست - ورنه بمن بنای که این دو گونه خستگی که هر یک
 بهنگام جداگانه بود، ناوک نگاه کدام اختر ستم گستر را نشانه بود :

ده(۲) آک ازجم، اورنگ و انسر برد سکندر جگر گاه دارا درد
 برد دیو زان دست انگشتری که سفتی رگ جان دیو و بری
 نه پاداش(۳) دانی نه کیفر(۴) همی، سرای هان چرخ و اختر همی

آری خداوند چنان که نیست را هستی ده است، هستی پذیرفته را
 نیست ساز نیز تواند بود - آنکه همه را در یکدم به نوید بشو(۵) پدید آورد،
 اگر در دم دیگر به نوای سیاهی بهم زند زهره آن کراست که از چون و چرا
 دم زند -

درین روزگار که هر زمزمه را هنجار و هر همه را رفتار، و هر کجا سیاهی بود
 از سپیدار، سخن بیوندی بگزار و بگوی که خود روز و روزگار برگشت - اختر
 شناسان سپهر بنای بر آند، که در آن روزگار که بزم ناز یزد جرد شهریار هارس
 از ترکناز تازیان بهم خورد ، کیوان و بهرام در خرچنگ(۶) انجمن آرای و
 هنر آزمای بودند - اینک هان پایه^۱ سیزدهم از خرچنگ همچنان بهم پیوسته بهرام و

(۱) به پای فارسی مفتوح و وای مفتوح به سین زده و تای مضبوط، ایابیل - (۲) ضحاک -
 (۳) جزا - (۴) سزا - (۵) ترجمه کن یعنی هر جا - (۶) سرطان -

کیوان است، و این شورش و پرخاش و جنگ و خواری و خونخواری و رنگ و نرنگ
 نایده (۱) است. دانا بدین گفتاری گردد آن تاختن لشکری دیگر بود از کشوری
 دیگر، و این برگشتن لشکر است از خداوندان لشکر. چنانکه از داستان باستان (۲)
 پارسایان پارس بهم تا نشتن این دو ستیز و آویز، هویهای دارد. در آن بار که
 سخن در کینش بوده ایران ویران به فره و فرهنگ کیش نو فرجام آهادی و از
 بند آورد (۳) بندگی آزادی یافت. درین بار که گفتار در آئین است، هندیان
 بچشمداشت کدام آئین تازه شادمان باشند؟ پارسایان رخ از آتش تافتند، و سوی
 خدا ره یافتند. هندیان دامن داد گران از دست دادند، و در شکنجه دامن
 هلمی ددان افتادند. نمی بینی که از دامن تا دامن، و از داد تا دده چه مایه
 دوری است؟ داد آنست که آراسی جز در آئین انگریز از آئین های دیگر چشم داشتن
 کوری است. زخم نازبانه نازبان از خوبی آن کیشی قرخ مرهمی داشت.
 روزگار در غوره این خستگی خجستگی اگر می داشت، بارانده از دوش دلبهای
 نرژند (۴) بر میداشت. اگر در اندیشه رازدانان بهر دانش و داد ازین پی بیش
 آمدی هست، بمن نشان دهند، و بر دل اندوهگین یمتاک سپاس نهند. جهانیان
 با جهانباتان ستیزند، و لشکریان خون لشکر آریایان ریزند، و انگه شادی ورزند
 و برخوشتن نرژند. هان ای داندگان فرز بود (۵) و شناسندگان زیای و سودا
 این هنگامه به آتش خشم خداوند گرم است. وزنه کارزار پارس این چنین امید سوز
 و آرزو کداز نبود:

وخمه بر دامن بریشان میرود کاین نواهای بریشان میزدم

نادان تهم که ستاره را بدین روشنی و گردون را بدین بزرگی بی فرو فروغ،

(۱) نمونه.

(۲) به پای موحده اندیم. (۳) به دال بی نقطه اسم آتش. (۴) بروژن سمند

افسوده و خمزده. (۵) به قاعه مفتوحه به رازده وزای موقوفه حکمت.

و کارگزاری برینان(۱) را دروغ پندارم، یا از نزدیکی این دوگردنده دژم(۲) هر چه در عزاوه^۳ پیشین گزشت، همان کنونه(۳) اکنون چشم دارم - این رنجور بدربان(۴) دربان آن همی پسندد که بجاوه زمینیان که نه خرچنگ را دیده اند، و نه از بهرام و کیوان جز نام شنیده اند، از نادیده و ناشنیده سخن نیاورند، و چنان انگارند که روزگار که رازهای رفته و آینده در سینه^۵ اوست، و آلی کردن کار(۶) نیکو ان آئین دیرینه^۷ اوست، آزدن فرهنگیان فرنگ بلبست برد سپاه بیگانه روانداشت، که لشکرهای هر سویه^۸ این گروه بر این گروه گزشت.

نگراند نگارش دریابد که من که در نامه از جنبش خامه گهر فرومی ریزم، از کودکی نمک پرورده سرکار انگریزم - گوی تا در ذهن دندان بافته ام، از خوان این جهانستانان ثان یافته ام، هفت هفت سال است که اورنگ نشین دهلی سوی خودم خوانده و کردار گزاری(۹) جهان جویان تیموریه بدست مرشدش سد(۱۰) "رویده"، سالانه از من خواست - خواهش بزیوتم، و بدان کار پرداختم - پس از چندی که کهن استاد شاه را مرگ فراز آمده، آموزگاری شیوه سخن نیز بمن بازگشت - بیری و ناتوانی و اندک خو پذیر گونه گیری و تن آسانی، یا این همه از گراتی گوش، بار دلبهای دگران بودن، و هر که در انجمن سخن گوید سوی لبش بگران بودن، ناکلم در هفته یکدو بار به ارک(۱۱) رفتی، و اگر شاه از مشکوی(۱۲) برآمدی، لختی به پیش گه استادسی، و نه به دریاخانه(۱۳) دسی چند نشستی و باز آمدی، و هر چه درین درنگ رنگ نگارش باقی باخود بردی یا فرستادی - پشه و اندیشه و کارویار من این، و چرخ تیز گرد درین اندیشه

-
- (۱) علویان - (۲) بروژن درم نحی و شوم و بد - (۳) حال - (۴) در علاج عاجز -
 (۵) تپه کردن کار - (۶) تاریخ نگاری - (۷) ترجمه^۴ سایه در اصل به سین است -
 (۸) بروژن ورک قلعه که در میان حصار باشد - (۹) به سیم مضموم و کاف مضموم
 محل و قصر - (۱۰) دیوان خاص،

دور بین که بزرگ (۱) نیرنگ دیگر زنده و این آسایش بی آرایش پاک از آرایش
بهم برزند :

بنام آنکه گر دشمن و گر دوست فکار تیغ بی پروای اوست

درین سال که شایه آثرا به آئین بر آورد (۲) از "ساختن بیجا، آورد، و اگر
آشکارا برسی، یک هزار و دویست و هفتاد و سه شعرند، چالشگاه دوشنبه شانزدهم
ماه روزه و یازدهم "منی"، سال یک هزار و هشت صد و پنجاه و هفت تا گرفت (۳)
درودیوار باز (۴) و باووی (۵) دهل بجهیده و آن جنبش زمین را فراگفت -
سخن در زمین لرز (۶) نمیرود - در آن روز جهان سوژ بحث برگشته و سرگشته چند
از سپاه کهنه خواه میرت بشهر در آمدند - همه بی آزمون و شور انگیز و بخداوند
کشی تنه خون انگیز - دید باتان دروازه های شهر که برون از هم گوهری
و هم پیشگی تشگفت (۷) که هم از پیشی هم سوگند نیز باشد، هم پاس نمک
و هم پاس شهر گزاشته و سپاهان ناخوانده یا خوانده را گرامی داشتند - آن
سواران سرگران سبک جلو (۸) و پیادگان تنه خوی تیز دو چون درها باز و در باتان را
سپاه نواز یافته، دیوانه وار هر سواشتانند و هر کرا از فرماندهان و هر کجا آرامشگاه
آن سپاه (۹) یافته، تا زار نکشند، و پاک نسوختند، روی ازان سوی برانفتند -

منی گدایان گوشه گیر از بخشش انگریزی نوشه گیر، که نان با تیره و
دوغ میخورند، و در شهر دور از یکدیگر پراکنده جایجا روزگار بسر می برند، همه تیر
از تیر تاننا سنگان، و از غوغای دزد در تیره شب هراسندگان، نه پلاو (۱۰) در دست،
و نه خدنگی در شست، اگر راست برسی این مردم بهر آبادی کوی و برزند - (۱۱) نه
برای آنکه به آهنگ پیکار دامن بگیر برزند، یا این همه از آن روکه رله

(۱) خاکه - (۲) تخرجه - (۳) ناگه - (۴) قلعہ - (۵) فصل - (۶) بیونچال -
(۷) عجب نیست - (۸) بحیم - مکسور و لام مفتوح عنان یعنی یاگ - (۹) بحیم
مکسور جمع سه بمعنی بزرگ - (۱۰) پلاو - (۱۱) بهردو فتحه محله -

آب تیز رو بخاشاک نتوان بست دست از چاره کوتاه دیده هر یکی در سرای
 خویش بیا تم نشست - یکی ازان ماتم زدگان منم که درخانه خویش بودم -
 چون غریب و غولجا شنودم تا از بزهش دم زدم، در آتاپه درنگ که مزه برهم
 زدم، آوازه بغون غلتیدن صاحب "اجت"، بهادر و قلعه دار در ارکه، و
 دودن سواران و بیای رسیدن بیادگان درواسته (۱) بازار از هر گوشه و کنار
 بلند گشت - هیچ مشت خاکی نماند که از خون گل اندامان ارغوان زار نشد،
 و هیچ کنج باغی نبود که از بی برگی مانا پشخه (۲) نو بهار نشد - های آن جهانداران
 داد آموز دانتی اندوز، نکو خوی نکو نام، و آه از آن خاتونان پرچهره نازک اندام،
 با زنی چون ماه و تنی چون سیم خام، و دریغ آن کو دکان جهان نادیده که
 در شگفته روی بر لاله و گل می خندیدند، و در خوش خراسی بر کیک و تیزو
 آهوا (۳) میگرفتند، که همه یکبار بگرداب خون فرو رفتند - اگر مرگ اخترها
 زیاده برگه که مردم از دست وی روی پناهن کنند، و جامه در نیل
 زنند، بر بالین این کشتگان بسویه خروشد، و درین سوگ سیاه پوشد، رواست -
 و اگر سپهر خاک گردد، و فرو ریزد، و زمین سرسیمه چون گرد از جابر خیزد
 بجاست :

ای نو بهار چون تن بسمل بغون بفلت ای روزگار چون شب بی ماه تار شو
 ای آفتاب روی بسیلی کبود کن ای ماعتاب داغ دل روزگار شو

باری چون آن روز تیره بشام رسید، و گیتی تاریکتر گردیده، سه درونان خیره کش
 هم در شهر جابجا رخت تن آسانی انداختند، و هم در ارکه باغ خسروی را
 آفراسیان، و نشیمن شاهی را خواجگه خویش ساختند - رفته رفته از شهرهای دور
 دست آگهی رسید، که شوریدگان هر سیاه در هر فرود آمدنگه خون سپیدان
 ریخته اند، و چنانکه رانندگان را نوا از پرده ساز خیزد کورنمکان (۴) از

(۱) سزک - (۲) قبرستان - (۳) عیب - (۴) ملک حرامان -

نلسازی بی برده شور انگیزته اند - گروهها گروه مردم را از سپاهی و کشاورز (۱) دل یکی گشته و همه بی آن که باهم سخن رود، دور و نزدیک یکجاست بزرگ کار کمر بستند و انگه چسان برزور کمری ، و چگونه استوار بستی، که جزیه جیش جوش خوبی که از کمر گزرد، کشاد نه پذیرد - پنداری این لشکر های بیم (۲) و جنگجویان پیشار را جاربوب وار کمر بند یکجاست - آری رفت و روپ هند بوم بد انسان که آرایش و آسایش اگر جویند باندازه بره کاهی کاهی نیابند، هم چنین جاربوب گیتی آفتوب همیخواست - اینک هزار لشکر نگری همه بی لشکر آرای آراسته و بسا سپاه یبی، یکسره بی سپدار بچنگ برخاسته، توپ و گلوله و سانجه (۳) و بارود همه از خانه انگریز آورده و با گنجینه داران روی به سبز آورده - آئین نبرد و ورزش بیکار همه از انگریز آموخته، و رخ به کین آموزگاران افروخته -

دلت، سنگ و آهن نیست، چرانسوزد؟ چشم است، رخنه و روزن نیست، چون نگرید؟ آری هم بدایع مرگ فرماندهان باید سوخته و هم بر ویرانی هندوستان باید گریست - شهر های بی شهریار بر از بنده های بی خداوند، چنانکه باغهای بی باغبان از درختان نابرومند - رهزن از گرو دار آزاده و بازارگان از تمغا (۴) - خانه ها و برانه ها و کلبه ها خوان (۵) - گمشان نهالخانه نشین تا خویش را آرایند و شوخ چشمی خویش مردم نایند، رده رده (۶) چون مرز خنجر ها آخته - نیکمردان آسودگی گزین دمیکه برقرار آیند، نا از خانه بازار آیند، هزار جاسیر انداخته - دزدان بسکه در روز سهم و زر دیرانه ربایند، شبها از بریان و دیا بستر خواب آرایند - روشنگهران را روغن ناند که شبانه به کاشانه چراغ افروزند - همیون در شبهای تاریک تشنگی ژور آورده، بدخشنیدن آذر گشسپ (۷) چشم دوزند، تا بنگرند که کوزه کجا نهاده است، و پیرانه کجا

(۱) یکسره کاف تازی، زمیندار - (۲) بچد - (۳) چهار -

(۴) بمصول - (۵) صف در صف - (۶) بچل -

افتاده - بی نیازی را نازم و ناپروای را میرم - خسانی که بروز از بهر فروختن خاک زمین می کافتند، در خاک خردۀ زیر پاقتند - و کسانی که بشب در یزم می از آتش گل چراغ می افروختند، در کلبه* تار بداع ناکلی سوختند - زیور و پیرایه* لولیان شهر جز آنایه که در کردن و گوش زن و دختر شبگرد(۱) است همه در کیسه* شیروان(۲) سیه کار نا جوانمرد است - نیم نازی که بدان نازنینان بازماند گدا زادگان نو تونگر بردند، تا سرمایه* ناپائی(۳) خویش سازند - اکنون مهر پیشگان نازی که از خوابان بایستی کشیده از بدان همی کشند - هر ناکس ازان رو که بادبندار سری در سر آورده است، تا اندازه انداز وی گیری بپذیری که خویشین را به پیکرگرد باد در آورده است - و هر سبکسر(۴) از آنجا که به ناز هر دم از جا همی چون روده بدیدنش بشتابی دریایی که خس بروی آب می دود - آن یکی که او را خردی روشن و نامی بلند بوده خاک کوبش به آبرویش گل کردند - دیگری را که نه آب داشت و نه گهر، آب از اندازه برون رفت، و گهر در شمار از ریگ دریا فروالی گرفت - آنکه پدرش کوی بکوی باد پیسودی، باد را به بندگی میخواند - و آنکه مادرش از خانه* همسایه آتش آوردی، بر آتش فرمان همیواند - فرد مایکان کار از آتش و کام از باد میخواستند، و ما از آن خستگالیم که دم آسایش و نوید داد میخواستند :

درد دلم که بیش تو افسانه بیش نیست

چشم ستاره را مزۀ خونچکان دهد

برافتادن آئین بام کار را از روانی وا داشت - هر کجا یکی بود، ره بردن و نامه بردن فروگزاشت - در سر رشته* بام(۵) پیام نکشید، آمد شد نامه آئین

(۱) عس - (۲) شیرو - دزد - (۳) خود ناپائی - (۴) چهچهورا - (۵) ذاک -

است، و پس خود این کارگاه را رشته^۱ دیگر بود که نه بچیش زخمه (۱)
 عاونا بزخمه^۲ چیشی که از خویش انگیزی، جهان جهان بام از درون برون ریختی -
 اینکه در پاس کیش و آئین از سنگ سخت تری! از داد مگزر، ونگوی که برهم
 خوردن این بر بست و بر نهاد، و بیاد رفتن گنج باد آورد خدا داد، به مویه (۳)
 لیرزد - و نا روای نامه، و نا آگهی از دوست، ماتم را نرزد - و ترسیدن دلبران از
 سایه^۴ خویش، و فرمان راندن سر هنگان بر شاه و درویش، دروغ را نشاید - و دیده
 ازین درد روان آزار زار نگیرد - و برین مویه سرزنش و برین ماتم بیغاره (۴)
 و برین دروغ چشمک و برین گریه خنده روا باشد - و بیزاری ازین زاری و جگر خواری
 درین خواری سستی کیش و نادوستی آئین شعرد شود :

چه دل نهم بگهر باشی سخن چو مرا هزار آبله بر دل بود زگرمی آه
 زکار رفته دل و دست من چنانکه مرا نماند شادی پاداش و زنج باد افرا
 باز این خسته^۱ نشتر بستر، از اندوه اندوزی سر نوشت گزشته^۲ ، سرگزشت همی
 نویسد - نخستین بار که آن پهنه سبزان چنانکه گفته آمد آمدند، گنجی که آورد
 بودند، بگنجور دادند، و سری که از سران پیچیده بودند، بر آستان شهر بار نهادند -
 زود نه دیر روزگار از هر سر را هی سباهی و از هر رهگزوی لشکری و از هر سوی اردوی
 گرد آورد، و بدین سر زمین روان داشت - چون شاه سباه را فتواست راند، سباه
 فرود آمد و شاه فروماند :

شاه را در میان گرفت سباه وین گرفتن بود گرفتن ماه (۳)
 ماه نو هیچکس نمي گیرد جز مه چار ده نمي گیرد
 شاه ماه گرفته را ماند نه که ماه دو هفته را ماند

(۱) مضارب -

(۲) نوحه -

(۳) بسته بای پاسی طعنه -

(۴) چاند گهن -

نگشتم و گفتمی بود که این آویزندگان آوازه جوی، از هر جا که بوی
 بوی براه روی نهاده اند، زندان را درکشاده اند، و زندانیان را سر داده - کهن
 گرفتار تو رهای یافته آمد، و به دریاخانه (۱) رخ پخاک سود، و کار کیای (۲)
 سر زمینی خواست - بنده گریز پای از خداوند رو تافته آستان بوسید، و فرمانروایی
 آباد بومی جست - کسی نگوید و من نیز ندانم، که هر خواهنده را بار و هر
 پناهنده را زنهار چرا میدهند، شکر فتاری روزگاران و روزگار شکرنگاران است -

اکنون بیرون و درون شهر دهلی کتا بیش پنجاه هزار پناهنده و سوار را فراهم
 آمدنگه است، فرماندهان فرخ لرنگ لرنگ را ازین مرز و بوم فراخ جز
 کوهچیه* (۳) که باختر (۴) سوی شهر، از شهر نه آناهیه دور است که نزدیک
 توان گفت، در دست نیست - هنرمندانه همدران جای تنگ دندبه ها
 ساخته سنگین دژی (۵) استوار پرداخته اند، و چند توپ از در (۶) ژوپ تندر (۷) خروشی
 گرداگرد فروچیده، در بی آرامی از روئی پاداری آراسیده اند -

لشکریان شهر نشین نیز ازان سبکزی، که ازین شهر فراچنگ آورده اند، تویی
 چند فراز بار و برده خود را در ناورد (۸) باسراں هم آورد شمرده اند - دود توپ
 و تلنگ زیر این گنبد پیروزه رنگ ابرنگرگ (۹) بار راباند، و شب و روز از هر
 دو سو گلونه پسان سنگچیه (۱) از هوا همی ریزد - تابستان منی، و چون، است،
 و تابش آفتاب روز افزون - دانی که خورشید درگلو (۱۱) و دو پیکر (۱۲) چه آتشی می
 فروزد که پنداری خرد دوسپان همی سوزد - و تاز پروردگان پروار (۱۳) به روز از
 بی سایگی آفتاب می خورند، و شب دران سنگهای نقشه تافته از خشم بیج و تاب -

(۱) دیوان خاص - (۲) به کاف عربی مفتوح مالکی - (۳) پهاڑی - (۴) مغرب -

(۵) بدال مکسور قلعه - (۶) اژدها - (۷) بدال مضبوط رعد - (۸) لڑائی - (۹) اول -

(۱۱) برج شور برک - (۱۲) جوزا متین - (۱۳) خانه تابستانی هوا دار -

اگر اسفندیار درین روزمکه بودی از هراس زهره در تن روانیش گذاختی، و اگر
 وستم دستان این داستان شنودی، با همه تهنیتی از بیم جگر باختی - شمشیر
 زبان اردوی گود آمده از هر سوی، هر روز پس از آن که بر تو خور جهان را
 فراگیرد، به نبرد شیر مردان میروند، و زمین همی نور دند، و پیش از آن که
 چراغ مهر فرو میرد، روی میگردانند و برمیگردند - درین روزان و شبان که
 روداد هر روزه بیرون شهر نیست سرگزشت بکروژه درون شهر نیز شنیدی دارد :

در رگ ساز من نوای هست که بهرغوله احگر اندازد
 زین نوای سرور نشان ترسم کاشی اندر نوا گر اندازد
 سرگزشتی است بر زبان که زبان بر من از خویش خنجر اندازد

آن که بر آتش سری و باد کردار پندار برتری داشت، بآبرورنده و بروی کار
 آورنده خویش نهانی در آویخت - مانا بدین اندیشه که بی آنکه این کارگزار
 رازدان نماند، دراز دستی وی در اندوختن گنج تها نماند - همواره به تا همواری
 کین توختی (۱)، و بدین وا گویه که حکیم احسان الله خان سوگیر (۲) و
 بروزی خواه انگریزان است، میان وی و سرهنگان سپاه آتش افروختی - روزی آن
 نیز آهنگان باهنگ کشتن قرزانه بر سرای ارم آسای وی ریختند - چون خواجه
 در آن که در ارک پیش پادشاه بود، آشفته چند آژان گروه به ارک رفتند
 و خواجه را در میان گرفتند - خداوند بنده نگهدار از سهر خویشتن را بروی
 گسترده تا در آن اشتلیم (۳) از گرداب آب تیغ جان برد - اگرچه روانش
 گزند نرسید، بن (۴) آن آشوب تاروا تا از دو دماستی گردد بر تخلص، فرو نه
 نشست - خانه که به تکرخانه چین عیانست، به بقا بردند و در آمانه (۵)

(۱) اندوختی - (۲) جالب دارد - (۳) شدت - (۴) بای فارسی مفتوح لیکن -
 (۵) جهت -

ایوان آتش زدند - هر فرسپ (۱) و هر نخته که در آن آهانه به برچین کاری (۲) مهم پیوسته بود، خاکستر شد و فرو ریخت - دیوارها دود اندود گشت، گوی آن کاشانه در ماتم خویش کیود پوشید :

فرسپ مهر زگردون غفور که این سپهر
دهد فنار کسی را که درکنار کشد

زندها هزار زنهار، هیچ رهی (۳) از رومی با خواجه این چنین نه ورزد،
با مادرش در آن کنوته (۴) که دشمنان (۵) بوده باشد، بارنگرته باشد -
این زمین (۶) خواجه کش که رخ آبله خورد او را چشمی دریبه و دهانی
فراخ داده اند، خود را در پری وشی سیو سین ماه و ناهیدی شمرد، و هر کجا
جفته گردان (۷) و کرشمه سنج گزرد سجد که در خرام از کیگ گوی و از
تدرو گروهی برد - نامش ازین رهگذر که گدا زاده گنام است نمی برم
و تقریبی درخور آفرین سروده هم ازان راه که میگرشتم هیچگرم -

بلند آوازی نام شهر بار از گرد آمدن پیاده و - وار هر سری را در هر گوشه
و کنار بشور آورد - تفضل حسین خان نام آور فرخ آباد، که گاهی بگرایش
روی و به نیایش خوی نداشت ، هم از دور پیشانی به پیشگاه خسرو سود،
و در آن نیایش نامه که خایه فرسود، خود را به دیرین پندگی ستود -

خان بهادر خان نامجوی بیراهه پری که در بریل از روی لشکر گرد آوری به انداز

-
- (۱) به فاواری مفتوحه و سین و بای موقوفه شهر - (۲) خاتم بندی -
(۳) غلام - (۴) حال - (۵) به دال مضمومه زن حایض -
(۶) به رای مکسور بلند - (۷) کولا مشکال هوا -

سر لشکری گردن الراثت، یک سد و یک زرین درم و پیل و اسپ سیدین شام (۱)
بدرکه روان داشت -

چشم بد دور، فروزنده هور (۲) نواب یوسف علیخان بهادر
فرمانروای راسبور که از دیر باز در آن سرزمین به مرزبانی و شاه نشانی نیاکان (۳)
خویش را جانشین است و با جهانبازان انگلند در سپهر ورزی و یکدلی استواری
بیانش بدان آئین است که دست روزگار در هزار سال بهزار گونه کشاکش
آن را نیارد گسست، چارباچار بفرستادن پیام خشک زبان همسایگان از گفتگو
بست -

در لکهنوازان پس که لشکریان بد آرزوم گستند و گیتی ستانان انگلند
یگر می رفتار سپند وار از سر آتش جسته و در بایستگاه های دگر به گروه خویش
پیوستند، و اندی (۴) از سران با چندی از کبهران در پیل گارد، که در لکهنو
نام آوزجانیست، نشستند و از هر دلی در بروی دشمن و دوست بستند کاروان
بسیار دان شرف الدوله که یروزگار اورنگ نشینی خانان اود، دستور گفته میشد
به برش دهند (۵) از بود و نبود آن گروه اندک شاره فراوان شکوه کودکی ده ساله
را از فرزندان واجد علی شاه بسروزی برداشته بر چارباالی ناز نشاند و او را دستور
خسرو هند و خود را پیشکار و دستور خواند - نام آور ها بدام آور را قازم که
تا روی به کارسازی آورد، یکی را از گزیدگان با پیشکشی بایسته گسیل (۶) کرد -
فرستاده آمد، و دو روز از رنج راه آسود، و یارکه رفت، و دو توسن آهونک،
و دو پیل الوند رگه و یکسد و بست و یک دوست (۷) و زرین کلاهی به
رنگا رنگ کهر تا بسود (۸) آورده گزواند و جفت بازو بند الماس پیوند از

(۱) به سین مکسور ساز اسپ - (۲) به واو معروف سورج - (۳) اجداد - (۴) مرادف
چندی - (۵) قطع نظر - (۶) یکاف قاوسی مضموم مرخص - (۷) اشرفی - (۸) اچھونا -

بهر بانوان بانوی پیشگوی فرستاد - پنداری این فره (۱) و لوتاب (م) بخانه روشن کردن چراغ همی مانست و روزگار از بهر رساندن چشم زخم چشم در راه این بار نامه (م) داشت - دمیکه شهریار از پیشکشی اود کلام یافت، کارنامه آئینه و سکندر برهم خورد، و هنگامه جم و جام انجام یافت - بخت که در غوغای سیاه سر از خواب کران برداشته بود بیچشم نیم باز از فروخت - بی نی اکثر بخت خسرو در بلندی بجائی رسید که رخ از خاکیان نهفت :

جائی که ستاره شوخ چشمی وززد انسر (ح) انسا (م) و گرین (۶) ارزان اوزد خرمید ژاندهشه جاور گردش (ع) بر چرخ نه بینی که چسان می لوزد

روزیکه این تا خجسته مرد میانجی گری (۸) و شاه رهی بروری کرد، فردای آن که دوشنبه بست و چارم ماه تازوان و چاردهمین روز از مستبر، بود، سابه نشینان دامن کوه بدان لر و شکوه بر کشمیری دروازه ریختند که سیاه سیاه چر ده را از گریز گزیر ناند :

منی، گرز دهل بیرون برد داد مستبر، ستم برد و آورد داد پس از چار ماه و پس از چار روز فروخته شد مهر گیتی فروز تنی گشت دهل ز دیوانگان برودی گرفتند لر را نکان

هر چند از یازدهم منی، تا چهاردهم مستبر، چهار ماه و چهار روزه درنگ است،

(۱) شکوه - (۲) کرامت - (۳) رونق - (۴) تاج - (۵) روزی - (۶) بهر دوشنبه تاج - (ع) تغیر حال - (۸) ایلجی گری -

بن (۱) از اینجا که اندازه هست و کشاد کار بدین رنگ است، که شهر بروز دو شبیه از دست رفت، و هم بروز دوشنبه فراچنگ آمد، میتوان گفت که از دست رفتن و بدست آمدن شهر همان دربروز بوده است. کوتاهی سخن بروزی بافتگان و سر بجه^۲ دشمن بافتگان هم بدان راسته بازار که در پیش روی پیش روی داشتند شناختند و کشند هر کرا در رهگذر یافتند. از بلند پایگان و فرزندان شهر کسی نبود که برای را در فرو نه بست و به نگهبانی گوهر شهوار آبرو نه نشست.

از آن سپاه رفت سرشت که در شهر جا داشتند بسیاری را اندیشه به گریز و اندکی را رگ گردن به ستیز رهنمون شد. هانا آواره چند و بنیاد (۳) چند با شیر مردان شهر کشای آویختند و بگای خود خون دیگران، و بدانست من ابروی شهر ریختند. دو سه روز در شهر از کشمیری دروازه تا چارسو (۴) هر سر راه رزمگاه ماند و اجمیری دروازه و ترکبان دروازه و دهلی دروازه، این سه در بندست این سوه سپاه ماند. ما نمکده این مرده دل به بجنای (۵) شهر در میان کشمیری دروازه و دهلی دروازه بوده است. چنانکه دوری هر دو دروازه ازین کوچه یک اندازه بوده است با آن که کوچه را در فراز کرده اند، هنوز آناه به دایری می گنجد که در میکشا بند و یرون میروند، و سامان خور و آشام همی آورند.

گفتم که هر بران خشمگین دمیکه در شهرها گزاشته اند، کشتن بنوائی چند و سوختن سرائی چند روا داشته اند. آری در جایگاهی که آتزا چنگ گیرند کار بر مردم همچین تنگ گیرند. بوا دید این خشم و کین، همه را از بیم رنگ بر رو شکست، از نامداران و خاکساران و دور بینان و برده نشینان آناه به

(۱) به لغت های فارسی لیکن - (۲) بهوت - (۳) چوک - (۴) عرض -

که کسی نیارد شمرد از راه آن هر سه دروازه بدر رفتند، و در آبادی (۱) ها و گورگه (۲) های بیرون شهر دم گرفتند، تا کددام هنگام از بهر بازگشت اندیشیده باشند، یا در آنجا نیز نیا سوده بشبگیر (۳) و ایوار (۴) بمرز و بوم دیگر رسیده باشند.

نامه نگار کردار گزار را نه دل در برتید و نه پای از جای جنبید -
فرستم و گفتم که چون گنهار نیستم بسوزنش سزوار نیستم - نه انگلستان
بیگناه کش و نه آب و هوای شهر ناخوش - سرا چه افتاده که در اندیشه های
قباه اقم، و القان و خیزان براه اقم - در گوشه بی توشه باخامه سید چامه
همزبانم، و هم از سزه شورابه باره و هم از رگ خامه خونا به فشان :

بر نهد - تم و بی برگ خداها تا چند بسخن شاد شوم کاین گهر از کان نیست

فرمانیکه در نا آغاز (۵) روز رفت برنگردد، و لاد (۶) و برآن که هر آفریده را
همدران که سر نوشت نوشته، د هر نادر فرتاش (۷) را فرا خور آن ساز سرشت سرشته
اند، رم و آرام ما نیز هم از روی آن فرا زمان (۸) است - هر آینه آن به که نه
از بیدلان و بیجگران باشیم، و چنانکه کو دکان هر باز بیچه را بشادی نگرند، نیرنگ
شگفت آور روزگار هزار رنگ را در پیرانه سری به خشنودی نگران باشیم -

آدینه روز که بست و هشتم ماه ماتم (۹) و هژد همین روز از ستمبر بود
هنگام چاشت در آن کنبونه که این چنبر واژ گونه (۱۰) پایده از پایدهای کژدم (۱۱)
بر کنار خاوری داشت، بخشند سور (۱۲) درخشنده هوز درینک از پایده های

- (۱) بختی - (۲) قبرستان - (۳) سفر شب - (۴) یفتحه - الف سفر روز - (۵) روز ازل -
(۶) بنا - (۷) به او وفای مفتوح ممکن الوجود - (۸) حکم - (۹) ماه محرم - (۱۰) آبان -
(۱۱) برج عقرب - (۱۲) خوشی -

پائین خوشه (۱) گرفت، و بر چشم جهان بین حیاتیان از تیرگی بیداد رفت. درین پنج روز دوسپاهان گم کرده راه از بیرون و درون شهر چون گرازان گریزان رفتند، و کشور گیوان شهر و ارک سر تا سر گرفتند. شوغای زد و کشت و گیر و در تاهدیه کوبه نیز رسید، و همه را از بیم دل دو نیم شد.

باید دانست که این کوچه جز یک راه و بیش از ده دوازده خانه وار نداشته و چاه درین کوئی نیست. بیشتر از زن و مرد بدین نورد که زن را بچه در آغوش است، و مرد را پشتوازه بر دوش، پدر زدند. تنی چند که بجا مانده اند، به همد استانی من که از سخن پذیری گزیرنداشتم در از درون بستد و پیر امن آن سنگ بستگ بهم پیوسته تا کوچه چنانکه سر بسته بود در بسته نیز شد :

جان اگر خسته تر از تن بودم نیست شکفت

زانکه دل تنگ تر از گوشه زندان مست

درین بستگی کشایش پدید آمد. رو داد این که مهر چهره گیوان ایوان، بهرام رام، راجا، نرندر سنگه بهادر فرساتروای پتاله (۲) درین یورش با کشور کشایان همرازه و سپاهش از آغاز با لشکر انگریزی در نیک و ناز ایاز بوده است، و تنی چند از وزیرگان راجه که بسرکارش در نوکری از پایه برتران، و بشهر در توئگری از تام آوراند، مانا حکیم محمود خان و حکیم مرتضی خان

(۱) برج سنبه - (۲) پتاله -

و حکیم غلام‌الله خان که از تخته و نژاد مشو نشین حکیم شریف خاند، درین
 کوچه می‌ماند. آستان در آستان و بام در بام، دو رویه تا دور شاهستان
 اینان و نامه نگار از ده سال همسایه دیوار بدیوار یکی از آن خجسته آستانست.
 نخستین کسی از آن سه تن، با گروهی از پیوستگان و بردگان به آئین نیای خویش
 در شهر چاه‌اندانه بسر می برد، و آن دو تن دیگر در پتیانه به همسای
 و هم نشینی راجا، کامراتی می کند. چون کشایش دهلی دلتشین بود، راجا،
 را از راه رمی پیروی، با زور آزمایان نبرد بیای، بیان این بود که چون به پیروزی
 پیروزی گزینند، پاسبانان بر در این کوی نشینند تا لشکریان انگلند (۱) که
 آنان را گور، خوانند، به کاخ و کوی آسیب نرسانند.

در سپردن راه سخن از آن که ره و گهی چند به پنا (۲) ره سپرد،
 و باز روی براه آورد گزینست. در همه شهر از پانز دهم اکتبر، هر خانه و هر
 کلبه را در فراز است، و فروشدگان و خریدگان ناپیدا. گندم فروش کجا که دانه
 خرد. گازر کو که جامه پیرشتن بوی سپرد. گرا (۳) را کجا جویند که بوی
 سرشرد. پاک (۴) را کجا یا بند که بایندی پیرسبازی در آن پنجروز چنانکه
 گندم می‌رفتند، و آب همیشه و نمک و آرد که اگر می یافتند همی آوردند. پس
 آن فرجام برخاست، و دروازه سنگ بست، و آئینه دلها زنگ بست گردید :

هنگامه گرم سازی کوشش پنا ناند

خون همچنان به آتش سوزان برابر است

(۱) انگلند (۲) عرض (۳) جام (۴) خاکروب.

خوش و ناخوش از خورشی هر چه یخنی (۱) بود خورده شد، و آب بدان
 کوشش که پنداری چاه بناخن کنده اند آشامیده آمد. دیگر در کوزه و سیو
 آب و در مرد و زن تاب نهند. روزگار گزشتن روز به شکیب، و دست بهم دادن
 آب و دانه بنریب سیری گشت و دوشبا روز در تشنگی و کرسنگی گزشت :

فرهاد از آن زاری و خونا به لشانی فرهاد از آن خواری و بی برگ و نوای
 فرهاد ز بیچارگی و خسته درونی فرهاد ز آوارگی و بی سرو پای

سیومین روز چنانکه در آن چهار سخن سروده آمد، پاسداران از سپاه 'مهاراجا'
 آمدند، و نشستند، و کوچی نشیان از بیم در آمدن یقائیان رستند. "هر چه
 بادایاد، گویان رفتند و از سرهنگان دستور (۲) برون شد گرفتند. چون
 پاسبانی از دوستی بودند از دشمنی، خواهش بدین گونه روای گرات که
 تا سر بازار چار سو (۳) بتوان رفت. آنسوی چار سو کشتنگاه و بیمناک راه است.
 از سومه (۴) پاس بیرون و به هراس رهنبون، فرومالدگان بند از دروازه برداشتند.
 آبکش (۵) و مشک و خیک (۶) فرگشت (۷) سیمرخ و شمشیرش داشت. از هر خانه
 مردی و از چاکران من دو تن رفتند. چون آب نوشین دور بود، و دور نمی پالمست
 رفت، ناکام آب نیم شور در خم و سیو آوردند، تا آن آتشی که نام دگرش
 تشنگی است بدان نمک آب فرونشست. برون روندگان و آب آوردگان
 میگفتند، که دین کوی که ما را ازین یش برتن روی نیست، لشکریان کلبه
 چند رادر شکسته اند، نه آرد در انبان (۸) دیده اند و نه روغن در آوند (۹)
 گفتم روزی خوار آن به که سخن از آوند و انبان و روغن و آرد نیارد.

(۱) ذخیره - (۲) اجازت - (۳) چوک - (۴) حد - (۵) سقا - (۶) خای مکسور پکوال -
 (۷) حکم - (۸) بوزا یا گون - (۹) ظرف -

روزی ما بر کسی است که ما را فرو نگذارد - ساس ایزدی پشمن ناگزاردن
اهربنی است -

درین روزها که ما بر آئیم که زندانیانیم، و بدرستی که زندانیانله زندگی
میگززانیم، نه کسی می آید تا گفتارش بگوش خورد، و نه خود برون میرویم،
تا دیده دیدنیهانگردد - هر آئینه می توانیم گفت، که گوشهای ما کراست و
چشم های ما کور، و برون ازین گوسگوی و کشمکش، نان ما شیرین (۱) است
و آب ما شور -

روزی تا گهان ابر آمد و باران بارید، یادری بستیم و حتی زیر آن نهادیم
و آب گزائیم - گویند ابر آب از دنیا بردارد و بروی زمین فرو بارد - این بار
ابر گرا نیاید، ما ساید آب از چشمه^۲ زندگی آورد - هر آئینه آنچه سکندر در پادشاهی
جست، این تمخکام شورابه آسمان در تپاهی یافت -

طالب نبود که تپی از دوست هانا ز انسان دهمد کام که بسیار ندانیم

که آنست که بدان آئین که سخن برون ازین نورد نرود، برسن تابی آواز
بیجشی در تار گفتار اندازیم، و باره از کار و بارو ماند و بود خویشتن آفتکار سازیم :

مرهم ز داغ نازه بر زخم جگر نهم

پیکان ز دل بکاویش نشتر بر آورم

(۱) نان شیرین = تعط -

اسال سر آغاز شست و دویمین سال است که دین کهن خاکدان خاکبازی، و از پنجاه سال در ورزش شیوه سخن جانگدازی میکنم - در پنج سالگی پدرم عبدالله یک خان بهادر را که بر روایتش از جهان آفرین فراوان آفرین باد، چراغ هستی فرد مرد - گرامی اودر (۱) من نصرت یک خان بهادر مرا پسر خواند و به ناز پرورد - چون بیکر پذیرفتن من شاد و تمیمن سال پذیرفته بخت بیدار من هاناهم اودر و هم خداوند کار من به دراز خواب نیستی حقت - ستوده چاهمند بسروزی چهار صد سوار با سربل لارد، ایک بهادر پیوند بیان جانشانی داشته و از بخشش آن جهانستان جهان بخش در نزدیکی آگره بر دو برگه ششترس فرمان رانی و سرزبانی داشت - پس ازوی هر دو برگه سرکار انگریزی باز گشت، و بهرمن و برادرمن، که با من از یک پدر و یک مادر است، اندک مایه زری بجای آن جاگیر سرمایه آرامش و ناز گشت - چنانکه دین سال که یک هزار و هشت صد و پنجاه و هفت نویسد، تا پایان "اپریل" از گنجه "کاکتری" دهل یافته ام از "مشی" خود آن گنجدان را در فراز و مرا کار با بخت ناساز، و دل در اندیشه های دور دراز است -

پیش ازین تنها زنی داشتم و پسری و دختری نبود، کما بیش پنجاه سال است که دو کودک بی مادر و بی پدر هم از دودل (۲) آن زن، که خون منش بگردن، بلرزدی برداشته ام، و با آن شیرین گفتار آن نو بسخن آمده از سهر آمیزی چون شیر و شکر داشته ام - اینک دین در ماندگی با منند، و کل و گوهر گرین و دانمند -

برادر که دو سال از من کوچک است، دومی سالگی خرد یاد داد، و دیوانگی و کالری (۳) گزید - سی سال است که آن دیوانه کم آزار بیخروش،

(۱) بهر دو تخته چیا - (۲) خالدان - (۳) پاگی بن -

مست و بیخوش میزد - خانه^۱ وی از خانه^۲ من جداست، و کجا بیش دوری دو هزار
 کام در میان - زن و دخترش با لرزیدن و کنیزان زندگی در گریختن پنداشتند
 و خانه^۳ خداوند دیوانه را باخانه و کاجال^(۱) و درباری کهن سال و کنیزی
 پیر زال بجا گذاشتند - کس فرستادن و آن سه تن و کالا را بدینجا آوردن، اگر جادو
 دانستی نتوانستی - این خود گران الدومی دیگر و بر دل از بار این اندوه کوهی
 دیگر است - دو کودک قازین قاز پرورد شیرو شیره خواهند و میوه و تره جویند و
 دست به روای خواهش نرسد - هی هی چه جای این گفتن است - تا زنده ام
 سگالش در آب و نان، و چون بمیرم در خاک و خشت سخن است - امن همه دریند
 اتم که برادر بشب چون خلت و بروز چه خورد، و تا آگهی بدان پایه^۴ که
 نمی توانم گفت زنده است یا بسختی مرد :

نه همین ناله و فغان بایم من و جان آفرین که جان بایم

آنچه گفته ام جانگزااست ، و آنچه نگفته ام روان فرست - از کار آگاهان
 چشم دارم که گوش بفریاد نهند و چون بشنوند داد دهند -
 در پایان زندگی که نه به بهانه^۵ روشنی و نه به نشانه^۶ بر تو انگشت ، هما تا
 از روی فرو مردن سوز و از راه سرآمدن روز، چراغ بامداد و آفتاب لب بام را مانم ،
 دو سال است که در ستایش دارای داد گرای گیتی آرای، و شهنشاه سحر
 پایگاه ستارا سیاه ملکه وکتوریا^(۲) چکامه^(۳) نگاشتم، و سر رشته^۷ یا می که
 راست از دهلی به بئش و از اتیابه لندن سروده به پیشگاه خداوند هنر هستد، و
 داور نام آور لاورد^(۴) الن برامبادو، که بروژیکو^۸ گودرنی، بامن از مهر گستری

(۱) اثاث الیوت - (۲) وکتوریا - (۳) قصیده - (۴) لاوڈ -

آئین روان پروری داشت، روان داشتیم :

راه (۱) سخن کشودم اگر خود نشد که بخت واهم به بزم بانوی گیتی شان دهد

این نگار ازان چکامه نشانی دانشی است ، و چکامه را پساوند (۲) و
پسوند (۳) همین است . کرا در اندیشه میگزشت که این چنین کار دشوار
بدین آسانی سره خواهد گشت؟ سپس سه ماه، ناکله بیک بی خجسته از کارگاه بام
خرامان و گل بدامان آمد و نوازش نامه آن سپهر وستان سروری آورد . نامه
انگریزی و نگارش بدین سپهر انگیزی که چکامه یا رسید و ما بهر آنکه بیش شهنشاه
برنده نزد نزدیکان یازگه فرستادیم . بر این نوید شادمانی جاوید و پاشخ فرخ
سی روز نگذشته بود که نامی نامه "سرور دل بدست آور مستر روزنگین" (۴) بهادر
همچنان در سر رشته بام در گیرنده بدین پیام آمد که درباره آن چکامه " که
از لارد الن برا بهادر یا رسیده فرمان آنست که سخن پیوند آرز مند آئین
نگاهدارد، و در گزارش آرزو بیانچی گری فرمانده عند روی نیاز بدین درگاه آرد .
فرمان پذیرا نه نیایش نامه بنام نامی گرامی شهنشاه انگلند به پیشگاه سکندر در
فریبون فر لارد کنیک نواب "گورلر جنرل" بهادر فرستاده آید، و در آن
پرویشنامه از آرزو آرزو بدین انداز نشان داده آید، که خسروان روم و ایران و دیگر
کشور گران را با سخن گستران و ستایش گران در پختشایش
و بخشش رنگا رنگ شمار رفته، و دهن به گهرانیاشن و بیکر بزر سجن، و ده دادن
و گنج نشاندن بکار رفته، این سخن گستر ستایش گر سپهر خوانی از زبان شهنشاه،
و سرابای (۵) پیرمان شهنشاه و نان ریزه از خوان شهنشاه میخواهد . ها تا
بایخوان (۶) سپهر خوان (۷) و سراپا در تازی گفتار خطاب و خلعت، وچیم (۸) نان

(۱) این شعر هم ازان قصیده است .

(۲) نایبه - (۳) ردیف - (۴) روزنگین صاحب بهادر سکرتره وزیر اعظم -

(۵) خلعت - (۶) ترجمه - (۷) خطاب - (۸) به چیم فارسی مکتور معنی -

ریزه در انگریزی زبان 'پسمن' تواند بود - والا کار فرما 'نواب' گورنر جنرل، بهادر بیاسخ مؤذنه دومان و فرقه فرمان فرستاده و آگهی داد، که نیاپشنامه رسیده و به انگلستان روانی گزید - دل از اتخن (۱) سرخوشی چندانی بخویشتن بالید که خود در تن و تن در پیرمن نتوانست گنجید - پس از چهار ماه بخشایش نامه 'نکاشته' کلک مشکهار فرزانه 'جبهاندار' مایون خوی، فرخ تبار، 'مستر' رسل (۲) کلرک بهادر که بیاسخ نگارش منست، ساز امید واری و آرزوی شکاری افزود - دانم که اگر آراشی داد (۳) از هند رم نخوردی، و از دست سیاهیان خدا ناشناس ناپاس دادکنه ها پرهم نخوردی، از گلستان انگلستان فرمان باهرگ و ساز رسیده بودی، و دل و دیده من چشم روشنی (۴) گوی همدگر گردیده بودی - اینک آن مایون نامه ها که سیاهش (۵) آرزوی سر جوش من و کناهه (۶) بازوی خرد و هوش منست، با من است، و برکاله چند از چنگر که در جوش گریه از مزه برون ریخته ام، بهر نشان خون بالای، مرا در دامن است :

نی کشته زخم ناوک و شمشیرم نی خسته ناخن پلنگ و شیرم
لب من گزم و خون بزبان من لبم خون میخورم و ز زندگانی سیرم

چهارشنبه سیام شهری، روز هلدیم از کشایش شهر و بستگی دیواره کوجه آگهی آوردند که بغالیان بر خانه برادر ریختند، و گرداز کوجه و کشانه انگشتند - میرزا یوسف خان دیواره و آن قوتوت مرد و پیره زن را زنده گزاشته اند، و آن زن و مرد سالخورده (۷) بهمبائی و دستاری دوهندو، که درین گریزاگریز از جای دگر آمده در آنجا دم گرفته اند، در سر انجام آب و نان کوشش دریغ نداشته اند -

-
- (۱) جمع کرفا - (۲) مستر رسل کلرک بهادر درین وقت بجای مستر روزنگتن بهادر منصوب شده بودند - (۳) انتظام - (۴) تهیت - (۵) لهریت - (۶) تمویذ - (۷) نواو معدوله پیر و کهن -

نفته بیاد که درین شهر آشوب گیرد دار چنان که در هر کوچه و بازار
 انتظم را بگ هتجار نیست سباهیان را نیز در خونریز و انداز و انگیز یک رفتار
 نیست. اگر آوزم درسروزش است فراخور خوی و منش است. دائم که درین تاخت
 فرمان همه آنست، که هر که گردن نهد، از سر خوتش در گزرنده و اندوخته بیرتند،
 و هر که چهره (۱) شود، در ثورود همراه ستانی جانش نیز شکرند (۲).
 هر آنکه بر کشتگان گمان می رود که گردن کشیده اند، تا سر بردوش ندیده
 اند. آواز نیز همین است که بیشتر کالا همی رهاوند و جان نمی گزایند. کمتر
 و آنهم در دوسه کوچه نخست سر از تن و سی بار از زمین برداشته اند.
 کشتن بیان و کودکان و زنان روا نداشته اند.

خرام خانه در نگارش قامه چون بدینجا رسید به انجام (۳) از رفتار باز ماند.
 مگر بانگ بر نوسن و تم تا گام پیش نهد. خدا را ای خدا پرستان داد ستای (۴)
 ستم (۵) تکیه! اگر در ستایش داد، و نکوهش ستم، زبان شا بادل یکی است،
 کردار هندوستانیان یادآورید، که بی آن که دشمنی را از پیش مایه و کین را
 از نخست برآید (۶) بوده باشد، و همه کسی داند که خداوند کشتی گناه است،
 بر خداوندان خود تیغ آخند و زنان بیچاره و کودکان در خرد گهواره را تن از
 روان برداختند. اینک انگلستانیان را تکرید که چون از روی کین خواهی
 جنگ برخاستند و بهر کوفتال گنهگاران لشکر آرستند، از آنجا که از شهریان
 نیز دل برداشتند، جای آن بود که پس از چیره دستی در شهر دهل سگ و گربه
 را و تنه نمی گزاشتند، آنچنان خشمی که پنداری آتشی در جگر زبانه میزد فرو
 خورند، و بر اندام زنان و کو دکان تار موی نیازوندند. هم از بهر جدا شناس (۷)

(۱) مقابله کرنا - (۲) به لجه کاف و کسره شین یعنی شکار کنند - (۳) سرکب -
 (۴) انصاف کی تعریف کردن والی - (۵) ظلم کو برا کهنی والی - (۶) سبب (۷) تفرقه -

یگانه از گامکار است که بجان و جامه و جا زلفار نداده اند، و هیچکس را جز کسی که بهر باز برمی سوزی خودشی خوانده اند باز نداده اند.

از فروماندگان شهر بسیاری را برون رانده اند و اندکی همچنان در بند بیم و امید فرومانده اند. دریاچهٔ بیابان گردان پیغوله نشین هیچ فرمان نیست، مگر درد برون رفتگان و درون تنگن را درمان نیست. کاش درویشان و بیرونیان را از مرگ و زیست بگذر آگهی بودی تا پتایی و پراگندگی روی ننمودی. اینبایه خود از بهر دانستن پستدست که هر کس هر جا که هست، مستمند است. اگر باشکستگان بادم سردانه در بدر جستگان هرزه گرد، همه را دل پر از درد است و همه را از بیم مرگ سرخ (۱) رخ زرد.

پنجم اکتوبر، روز اندوه اندوز دو شبیه چاشتگاهان خاکهان "گور"، چند از راه دیواری که پدروازه سنگ بست پیوسته است، فرازهایی برآمده، از آنجا بچستن در کوچه فرود آمده، چون دور باشی (۲) سپاهیان راجا ترنتر سنگه بهادر سوده نینداده، از دیگر خانهای کوچک چشم پوشیده جای که نامده نگار بود آمدند از روی خوبی خوبی خویش از همه کالا دست برداشتند، و سراپا آن دو کودک فرخ دیدار و دوسه نمکخوار و تنی چند از همسایگان نگو کردار:

گرفتند و بردند و بکشتند

از کوچه دور تر از دوتیر برتاب و آلهیم برنج و آهوج و تب و تاب نرفته ام، بیش اندازه دان و دانشور کرنیل، برون بهادر که این سوی چار سوی بکشتاده قطب الدین سوداگر فرود آمده است بردند. پامن به نرمی و مردمی سخن گفته و از من نام و از دگران پشه پرسید، و به خشنودی همدران زودی

(۱) قتل عام یا ویا - (۲) ممانعت -

سوی آرامشجا بدرو کرد - یزدان را سپس گزاردم و بر آن خجسته خوی آفرین
خواندم و باز آمدم -

چهارشنبه عیشم (اکتوبره در چهارمین پاس از روز بست و یک بانگ توب
شدن را نواخت و دانستن را بشکفت زار انداخت - جدایا آمدن (۱) گفتت (۱) گورنر،
بهادر غنده آواز، و رسیدن نواب (گورنر جنرال، بهادر نوزده آواز، شگون
دارد، بست و یک نوای هوش فرازی را شوه (۲) چیست - روز دیگر هیچ از سوی (۳)
تکلت و بر آگهی ندرود - مگر کمان کنیم که هموار سازندگان نشیب و فراز
کشور را در جایی دیگر بر سرکشان پیروزی روزی گردیده است -

نهان به ناد که هنوز سرکشان گروه، گروه، فرسنگ در فرسنگ و گروه
در گروه در بریلی و فرخ آباد و لکهنو بشور انگیزی و هرزه ستیزی آماده اند
و دلی که خون باد به پیکار بسته، و دستی که بریزد، بدتیکو کشاده اند -
دیگر در سر زمین سوهده و توه میواتیان بدان بی راه روی شور برداشته اند
که پنداری دیوانگان را بند زنجیر گسسته است - و تلا رام نام برخاستاری یکچند در
ریواری (۴) هنگامه آرا مانده، سپس برهنه مونی دیو با میو پیوسه است - این گروه
را در آن دشت و کوه جداگانه با جهانداوان سر جنگ و ستیز است - گوی آب و خاک
هند هر سو کار که باد تند و آتش تیز است -

درین ماتم آور جاویر (۵) که آواز آن فراموشی است و انجام آن نا پدید،
اگر جز گرستن به نترستن سری داشته باشد، روزی دیده به خاک انبساط داد
جز روز سیاه هیچ نیست که گویم دیده آن دید و برش دیده (۶) ازین پنداره روز سیاه

(۱) اقلیت - (۲) به هر دو نحوه سبب - (۳) به -ین متوج و او مکتور
به یازده پیگیری - (۴) ریواری (۵) بررون باور، حال - (۶) قطع نظر.

نود چیری است که در تاریکی آن هیچ توان دید - بر آمدن از خانه و با نهادن
بر آستانه - بسودن زمین بازار و کوی، و از دورنگریستن چار سوی بیرون ازان
روز که سر هنگام فرنگ بیروشم برده اند، روی نموده است - گوی دانشی
گنجور گنجه از زبان من همی گوید :

ندانم که گویی چسان میروم

چه نیک و چه بد در جهان میروم

ازین درد های دارو شکنین و زخمهای مرهم میپذیر آن می یابدم
اندیشید که من مرده ام و مرا از بهر باز ترس انگخته اند، و بکفر کردارهای
نکوهیده مرا زیر در چاه دوزخ آویخته اند - ناچار جاودان درین بند خسته
و لرزد می باید زیست :

آه گر باشد همین امروز من فردای من

سرتا سر این نگارشی با آنست که بر من همبرده یا آن خواهد بود
که تنیده میشود - اگر آن گفته ام که شطته ام کس گمان نبرد که من ناراست
شنوده باشم یا کلت (۱) سروده باشم ، از گیر و دار بخدا می پناهم و به راستی
رستگاری میخواهم - دیده بیکار است و دل درنده و لب خاموش، و درهوزه آ گویی
از در زبانها به کشکول گوش، بد (۲) گدای و آنکه بدین یسر و پای،
و این که فرجام کار بادشاه و بادشاهزادگان، که روکه (۳) داستان کشایش
شهر بایستی ، نخست ننگفته ام، نیز لادن (۴) برین است که مرا انفرین نامد شنیدن

(۱) صیغه ماضی از کشتن و بمعنی دوزخ مستعمل - (۲) بسیار بد - (۳) دیباچه - (۴) بد -

سرمایه^۱ گفتار و هنوز سخنهای ناشنیده بسیار است - هر آنکه آن میجویم که چون ازین تنگنا برون بوییم، رازهای ناشنیده از هرسو فراز آرم، و راز دانانه روی به نبتن راز آرم - امید که نگرددگان نگارشی در بسی و بیشی رویداد از روی داد خرده بر من نگیرند -

نوزدهم 'اکتوبر' همان دوشنبه که نامش از سیاهه^۲ روزهای هفته همی باید سترده با دمی چون اژدر آذر نشان جهان را در خویشی فرو برد همانا درپاس نخستن آن روز دربان دژم روی ژولیده سوی مژده^۳ مردن برادر آورد - میگفت که آن گرم و راه نیستی پنج روز بهلمی تب سوزنده زنده ماند، و عبا هنگام در دل شب توسن ازین تنگنا برون جفاقد - از آب و آ بچین^۴ (۱) بگزرد، و مرده شوی و گورکن مجوی، از سنگ و خشت میرس، و از آزه^۵ (۲) و آژند^۶ (۳) مگویی، و بگویی که چگونه روم و کجا برم، و در کدام گور که بخاک سپرم - از بریان و دیبا تا کرباس نازیبا هیچ چیز در بازار نمی فروشند - مزدوران زمین کنند^۷ به بیل و کلند^۸ (۴) کار کنند گوی هیچگاه در شهر نبوده اند - هندو همی تواند که مرده را بدریا برده و بر لب آب در آتش سوزاند - مسلمانان را چه زهره که دوسه کسی همای یکدگر دوشا دوشی براهی گزوند - چه جای آن که مرده را از شهر برون برند - همسایگان بر تنهایی من بخشودند، و بسر انجام کار کمر بستند - یکی را از سپاهیان پتاله پیشا پیشی، و دوتن را از جاکران من باخویش گرفتند و رفتند و تن مرده شستند و در دوسه چادر سپید که ازینجا برده بودند بپچیدند و به تازگامی که به بهلوی آن کشتانه بود زمین گشودند، و مرده را در آنجا نهادند، و مفاک بخاک انباشتند و برگشتند :

دریغ آن که اندر درنگ سه بیست سه ده شاد و سی سال ناشاد زیست
نه جاک بالین زخشتش نه بود بجز خاک در سر نوشتش نه بود

(۱) رومال - (۲) چونا - (۳) گارا - (۴) کدال -

خدایا برین مرده بخشا یی، که نادهده در زیست آ سایشی
سروش بدلجوی او فرست ووالش بجا دیدد مینو فرست

این فروید (۱) سرشت نگوهر (۲) سر فرشت ، که شست سال خوشی و
ناخوشی ، و از آنجا می سال هوشمند و می سال بیبش زیست، در هوشمندی
خشم فرو خوردن و در بیبش نیاززدن آئین داشت، و در زیست و قهرین شب از
ماه صفر سال یک هزار و دوسد و هفتاد و چهار جامه گزاشت (۳) :

ز سال مرگ شتم دیده میرزا یوسف که زیستی بجهان در زخویش بیگانه
یکی در آنجا از من همی بزویش کرد کشیدم آهی و گفتم دریغ دیوانه

اندیشه سخن رسان به آرش (۴) این نگارش رسای باد، که "دریغ دیوانه"،
بانداز انداز که فرا خور چهار است، یکمزار و دوسد و نود در شمار است
و آنچه پس از کشیدن آهی که هر آینه شانزده میتوان گشت، باز میاند هان
یکمزار و دوسد و هفتاد و چهار است که درین هنگام درکار است :

بنام آنکه بوزش در خور اوست

بهر جا سر فرود آری در اوست

نام آوران از داد و دانش بهره ور امین الدین احمد خان بهادر و محمد
ضیاء الدین خان بهادر راهبدران هله که شهر بر دست سیاه انگریز کشایش یالات

(۱) خوب - (۲) بد - (۳) مرد - (۴) به کمره شین معنی -

اندیشه، پادشاه (۱) در آرزوی به باد بگزاریدن شهر گرایش یافت. با فرزندان و مردگان و سه پیل و کما بیش چهل تنگوار (۲) تنها در پویه درگشتمه و سوی برگه، لوهارو که نشاندی جایز نمنا جاگیر ایستاد، و به سپر گشتمه - نخست به سپهروی (۳) گزار افتاد و در آن فروغ یار گورستان بنه و بار کشودن و دوسه روز آسودن روی داد. در آن درنگ لشکر یان یفا پیشه بنکه را فرو گرفتند، و جز رخت تن هر چه بود ستقد و رفتند، مگر آن هر سه پیل که همراهان سپر کشی و همدان به اندیشی بسر آغاز آن آشوب بدر برده بودند، از بهر نشان زبان زدگی چون سه خرمن سوخته بجا ماند. اشتم یفا دیدگان و آزار دستبرد کشیدگان، به پسر و سامانی چنانکه دانی سوی دوجانه (۴) ره فرود شدند. نامدار پسندیده کردار حسن علیخان بهادر از راه مردمی و جوانمردی پذیر (۵) شد و خانه خانه، شامت گویان به دوجانه برد. درازی گفتار پیشکش (۶)، ستوده سرور در سروی با همسران آن کرد که خسرو ایران در خسروی با هابون مان کرد. صاحب، کمشتر، بهادر دهل پس از آگهی سوی خود خواند، بشهر رسیدند و فرمانروا را دیدند. داور احشی به پیغام (۷) سخن راند. چون آرم آسوخ گفت دیگر هیچ نگفت. در ارک ایوانی به پهلوی ایوان خانبامانی نشان داده و در آن جایگاه فرود آمدن فرمان داد.

پس همواری راه گزارش نگذاشت که کردار گزار سرگشت ویرانی این خاتمان می نگاشت. چنان دان که در سپهروی بر خدالودان خانه دست یفا دراز گشت و در دهل خانه های بی خدالود پامال ترکناز گشت. هر چه آنجا با خویش

(۱) حفظ ومع - (۲) مرکب - (۳) دهی است هفت گروه از شهر دهل دور که در آنجا مزار خواجه قطب الدین است.

(۴) برگه ایست در جاگیر حسن علیخان بهادر. (۵) استقبال کرنی والا - (۶) برطرف و موافق - (۷) به پای فارسی مفتوح طبعند.

برده بودند، جز نیم جانی که به دوحاله بردند، همه روزی پنهان شد، و اینجا در خانه و کاشانه و کاخ و کوخ بیرون از سنگ و خشت و کلوخ هر چه بود، بتاراج رفت. نه از سیمینه و زربنه نام و نشان ماند، و نه از گستردنی و پوشیدنی پاندازه تارویی در میان ماند. ایزد بر یگانه‌ها به پخشاید، و این آغاز ناساز را خجسته انجاشی و این آزرده‌گی را آرامشی پدید آید. هانا شنبه^۱ هفدهم اکتوبر، بود که این دو مرزانه^۲ یگانه در شهر گام زدند و چنانکه گفتیم، در ارک دم از آرام زدند. پس از دو سه روز ازین روداد بر سپاه فرمان رفت نارفتند، و عبدالرحمان خان مرزبان چهار را بدانسانکه بیزه مندان را آوردند، و در ارک بگوشه^۳ ایوانی که آرا دیوان عام نامند جا دادند. مرز و بوس که مر این مرد را بود، به چتر جهانگیری و باج ستانی سرکار انگریزی درآمد.

روز آدینه سی ام اکتوبر احمد علی خان شهر کهای (۱) فرخ نگر را چنانکه آن یکی را آورده بودند آوردند، و در ارک دهلی بگوشه^۳ جداگانه نشستگوش ساختند. شهر فرخ نگر نیز دست زد چاکلستان خانه برانداز شد، و اندوخته های شهر بان پیاد رفت.

دوشنبه دوم نومبر، بهادر جنگخان کتاونگ (۲) بهادر گر (۳) و داوری گرفتار آمد، و در ارک بجای که نشاندند نشست. شنبه^۴ هفتم نومبر، در آن سران که در ارک جا بجا دور از همدگر جا داوخته از آمدن راجا ناهر بهادر مرزبان بلب گر (۴) یک کسی در شمار افزود.

(۱) به کاف عربی مفتوح حاکم شهر - (۲) حاکم - (۳) گله، (۴) گله.

راژ پڑو، فراسد که سرژ باقی براسن دهل که در فرمان بیری 'الجنتی'، (۱) دهل همی پیوند از روزهای هفته در شمار پیش و کم نیست، چپهر، بهادر کر، بلب گر، اوهاو، فرخ نگر، دوجانه، پاتودی، (۲) همدین هفت جاست - فرماندهان پنج سر زمین در ارکه دهل چنانکه گفتم جاگزین، و آن دو نای دیگر در پاتودی و دوجانه فلوکه بیم را نشانه - تا دگر چشم جهان بین اینان از روزگار چه بیند و کار آنان یکدام هنجار بایان گزیند -

بی آنکه گویم جهان مانده جهان نمیتواند ماند، که مظهرالدوله سیف‌الدین حیدر خان و ذوالفقار الدین حیدر خان که حسین میرزا مهر خوان اوست، درین هنگامه چون دیگر آهنگران باژنان و فرزندان از شهر برون رفته اند، و خانه ها بر از دریاست شای گرانند (۳) بجا گذاشته راه بیابان گرفته اند - ماندن جای این دو روشن گهر کاهی چند و خانه چند و ابوانی چند است - همه با یکدگر بهم پیوسته، چنانکه اگر آن همه زمین رابه پائش در آری، اگر نه با شهری باد می برابر شاری - شایستانی بدین بزرگی در آن کنونه که سر تا سر از آدم زاده نمی بود، بجاوب تاراج رفت و روپ یافت، و نرت و مرث (۴) و تارومار (۵) شد - مگر از کالای سبک در بهای گرانی سنگ برده های ایران و کله (۶) و سائبان و زیلو (۷) و دیگر گستردنی ماند آن در آن ماندن جای بجای ماند - ناکه بشی که آهستن روز گرفتاری راجا ناهر سنگ بود، در آن رخت آتش در گرفت، و زبانه زده و چوب و سنگ و در و دیوار را سوخت - آن سبیت (۸) باختر سوی سرای من بدان نزدیکی

(۱) اجنتی (۲) پاتودی - (۳) پیش قیمت - (۴) ویران - (۵) ویران - (۶) به کاف مکسور و لام مشدد شایانه - (۷) به زای مکسور و لام مضوم شطرنجی (۸) بروژن سعد عارت

است که در آن نیمشب فروغ آتش فروزان از فراز بام همی نگرستم
و گرمی دود بهش و رخ من میرسید، و از آن رو که در آن دم باد برین (۱)
می وزیده خاکستر بسرا پای من همی افتاد - آری سرود خانه* همسایه
گلپانگ و آورد (۲) دارد - آتشی خانه* همسایه خاکستر چرا نیارد -

حنش حامه* کردار گزار که برقرار و ونیم مرده مانده از نامه چه مایه
کرد تواند انگیزت که نگرستی آنرا دریابد - از شاهزادگان بیرون ازین
توان سرود که انسی (۳) را ازدهای مرگ بدخان زخم کلو* تذک فرو
برد ، و چندی را در خم بند چاکو (۴) به کشایش رس روان درتن انسرده -
السرده چند از آئینان زندان نشین افده و شعرده چند از آن دودمان آواره روی
زمن - بر پادشاه ارک آرمگاه ، که ماتم زده تاب و توانست، فرمان گبرو
دار به انداز باز پرس روانست - نه کبای چه چهر و پلب گر ، و چار باش آرای
نرخ نگر را جدا جدا پروزهای جداگانه به گلو آویختند، گوی بد انسان
کشند که کسی ندارد گفت که خون ریختند -

در ماه 'جنوری' آغاز سال یکم هزار و هشت صد و پنجاه و هشت عدوان
فرمان آزادی و فراوان (۵) آهادی یافتند، و از هر جایگاهی که در آن بودند
سری شهر شتافتند، مسلمانان از خانان آواره را بسکه از رستن سیزه* در و دیوار
خانههای آنان سیز است (۶) هر دم از زبان سیزه سر دیوار این نوابگوش
میخورد که جای مسلمانان سیزاست (۷) .

(۱) بجهوا هرا - (۲) سوغات - (۳) عدد مجبول - (۴) به ضمه* قای فرشت بهانسی -
(۵) حکم - (۶) بیشتر گیاه میروید - (۷) جای فلانی سیز است یعنی جای فلانی
خالیست -

مگر فرمانده شهر را از گفتار رازگویان فلماز خوی در دل گزشته باشد که کشاله^(۱) پرتکان^(۲) راجا نرادر سنگه بهادر فراهم آمدنگه و پناه جای مسافران است و نشگفت^(۳) که از هنگله گرم سازان هرزه ناز یکدوتن در آن انجمن باشند، بدین اندیشه روز سه شنبه دوم فروری، با گروهی از سر هنگان بدان جایگاه روی آورد. خداوندان خانه را با شست کسی دیگر از زنهار جویان آورید درون با خویش برد. اگرچه شباووی چند همه را بداوریکه داشت، بن آبروی آیدان نیز نگذاشت.

پنجم فروری، روز آیدنه حکیم محمود خان و حکیم مرادعلی خان با اودر زاده خویش عبدالحکیم خان که حکیم کافی مهر خان است، فرمان بازگشت یافتند و آیدنه^(۴) دگر دوازدهم فروری، ننی چند دیگر و شنبه هیزدهم فروری سه کسی دیگر باز آمدند، و از نیمه فزون تر در نواخانه^(۵) ماندند.

ازین آشوب که در همسایه خاست، و درین هزاره^(۶) که در کوی افتاد، این درویش دلریش را نیز دل بجای نماند. با آنکه در آن دار و گیر با من پزوهشی نرفت، هنوز آن پروا دودله^(۷) بودن، و شب دلشاد ننمودن که نه بیجاست، همچنان بیجاست.

همدین ماه فرور فروری، که ازین فرهنگ^(۸) تا فروردین که روزگار روز افزونی فرقه فروزنده مهر است، همه یکگاه راه مهر سپهر است آوازه آمد آمد سپهران داووه مهر پیکر، پروین لشکر، سر، جان لاریس صاحب پچیف کمشنر، بهادر بلندی گرفت. از آنجا که آئین من با داورانی که بهر

(۱) یزنگ - حکیم - (۲) عجب نیست - (۳) حوالات - (۴) هژ - (۵) متفکر (۶) درمیان.

فرماندهی بدین کشور ویژه (۱) بدین شهر گراینده روان داشتن چنگامه (۲) های ستایش آورد است ، در ستایش آن والا شکوه چامه (۳) در گیرنده (۴) به چشم روشنی فرجام پیروزی ، و روان افزای باد نو روزی سر انجام دادم - و روز آدینه نوزدهم 'فروری' بسر رشته یام فرستادم -

شبته یستم 'فروری'، هنگام شام هست و یک بانگ توپ دیو شریو نهنگ آهنگ و بکه یکشنبه مژده کشایش شهر لکهنو بدن رنگ شنیده آمد، که شانزدهم 'فروری'، فروزنده اختر آسمان سروری سپه سالار نام آور، 'کمندون جیفه' بهادر در یورش بدان روش بر سپه رویان مستیزه جوی سپهراوند که سپهری سپید آتاپه دست مرعاجاد (۵) گفت، و چندان آفرین باد خواند که لبش بهغاله زد، و زبان از جنبش بازماند - جهان را به آبادی مژده و جبهاتیان را به آزادی نوید که آرزوی آزادان و نیک نهادان بر آمد، و بدان و بد گهران را در آنجا نیز روز و روزگار سر آمد - دگر ره شنوده شد که به نوا آوردن توپ میدان سورنای (۶) شادمانه چیره دستی بود - گردان سپاه پیروزی دستگاه در نورد این ناورد بر شهر دست نیافته اند، دایران به تیغ زنی و دشمن انگنی شتافته اند، و پس از کشتن و خستن زی (۷) بنگه جلو نافه اند -

روز گیتی نوزد چار شبته بست و چار بست و چهارم فروری بهنگام هایوز
چاشت:

بویسان داد را آزاد سرو آسمان جاه را ناپنده مد

(۱) خصوصاً - (۲) قصیده - (۳) عزل - (۴) محتوی - (۵) دعا - (۶) شهنائی -
(۷) فروزن سی جهت و طرف

فرخ روی فرخنده خوی 'جیپ' کمشنر، بهادر ستاره سپاه به نشان سم رختی
سر زمین دهل را آبان آتیا ستاره زار ساخت، و سیزده آواز توپ دلهای خسته را
به نوید مرهم مهر آوزم نواخت :

درکابند شهر روان باز آمد فرما نقرهای شه نشان باز آمد
زین شادی و خوشدلی که رودادشهر گوی که مگر شاهجهان باز آمد

شبه یست و هلمم 'فروزی'، چون روز شب گشت، و ازان شب سه بهره گزشت،
دود دل داد خواهان بر ماه شب 'فروز' بد انسان راه گرفت که نگرددگان بخواست
لقان برداشتند که ماه گرفت (۱) - هم بروز شبه که نشان داده آمد، انجام
دور باش برخاست - داد پروهان ونجور را بار و آرزو مندان آوز (۲) را زنهار
دادند -

تا دانی که درین شهر زندان از شهر بیرونست و نواخانه (۳)
اندرون، درین هر دو جا آتیه مردم را بهم در آورده اند که پنداری بیکر
در بیکر همی خزد - شاره آنان که ازین هر دو پندخانه در روزهای جداگانه
به پیمیش رسان جان یافته اند، فرشته 'جانستان' داند - مسان در شهر از هزار
کس افزون نیای، و نامه نگار نیز در آن هزارهگی است، دیگر از آن انبوه که
راه گریز پیوده اند، اندکی رادر دور گردی چنان پندار، که خود ازین سرزمین
نبوده اند - بسیاری از کران بابان گرداگرد شهر با دو گروهی و چهار گروهی
در بیفوله (۴) و مفاک (۵) و گومه (۶) و کاوه (۷) چون بخت خود غنوده اند -
درین گریه گزین گریه یا بودوباشی شهر را خواستاراند یا خویشانان گرفتاران،

(۱) چاند گمن هوا - (۲) پروژن ناسور حریص - (۳) حوالات - (۴) لیل - (۵) گزها -
(۶) خانه 'که و علب' - (۷) خانه 'گل'

با ارزشش (۱) خوارانند، هانا 'پسین' داران - هر آئینه دادنامه های مردم از خواهش دستکاری، و ارزی آراش، و درپوزه روای رستاد (۲) بیرون نیای - دوسه هزار درخواه (۳) از کاغذی بیرهنان (۴) به دادگاه فراهم آمد - داد خواهان چشم پراه اند و گوش بر آوازه تاجیه بینند و چه شنوند -

مرا نیز دل از آرزوی پاسخ آن نیایش نامه و ستایش نامه که بهنجارنام روان داشته ام، نه رسته است، و درین جا بنفرد آمدنهای داور رختی و داور را دیدن از رهگذر اندیشه های هیچ در هیچ بیکر بسته است - کوتاهی سخن، آزار هست که پنداری خارهاست - اگر روی پراه آوری در راه نگری - و اگر پیشینی به بیرهن پیش - هنوز شکبای بر پتایی چیرگی (۵) داشت که روز دوشنبه هشتم 'مارچ' آن نامه بهر گوله نگارشی که در نورد (۶) آن بود، بمن باز رسید - پیشانی نامه بهنجیش خامه از پیش که داور فرهنگ آموز بدین فرمان فروغ اندوز که نامه را سوی فرستاده باز گرداننده تا بهما تعبی گری (۷) داور شهر یا باز فرستد - عهه گفتند و من نیز دانستم، که این - بود آسود پاسخ نشانیت آمد نژای، واز پذیرفتن آگهی بخش - هر آئینه آن نامه بفرمان نشانیترا به افزودن نگارشی که همی شایست به نگه جای سرور دادگستر شهر آرای شهریان پرور فرزانه " چارلس ساندروس (۸) صاحب "کمشنر، بهادر فرستادم، و نامه "ویژه" (۹) بنام قاضی ستوده نامور در گیرنده، بخواهش یاتن دیرینه 'پسین' با آن نامه همراه ساختم - چهارشنبه هفدهم 'مارچ' از پیشگاه فرمانروا درباره نخستین شاد خواست (۱۰) فرمان رسید که فرستادن این نامه که جز ستایش و چشم روشنی (۱۱) هیچ ندارد، هیچگونه ناگزیر نیست - من نیز اندیشیدم که درین چنین هنگام و هنگامه مهر و آزمون و لایه و لایه (۱۲) چون گنجد؟ من که شکم بنده ام مرا فلان همی باید - بینم که آن دویمین آرزو به کدام فرمان در خور آید -

(۱) خیرات (۲) به سین مضموم روزه - (۳) درخواست - (۴) داد خواهان - (۵) غلبه - (۶) سلفوف - (۷) توسط - (۸) ساندروس - (۹) خاص - (۱۰) خواهش - (۱۱) تمهیت - (۱۲) اختلاط و انقباض -

شامگاه پنجشنبه هر دهم 'مارچ'، آواز روان توانا ساز توپ برآمده وسانی فروری در گداز فروزه رنگ پیچید و بست آمدن لگوشو و پهن گشتن سپاه کتیبه خواه انگریزی در آن شایستان (۱) چنانکه دلخواه بود، دلشین گردید. آبادی آن شهر در و دریند و باره و بارو ندارد. همانا دیواری از انبوه آتسویه سپاه بوده باشد که نور آوران این سوی را سنگسراه بوده باشد. قسمی که آن دیوار تا استوار به تند باد کوشش مردان از هم ریخته باشد، هر آینه خرام پیاده و سوار گرد از هر رهگذار انگریخته باشد. آری فرقه ایزدی هر کرا شهر یاری بخشید، هم تاب جهانستانی از ایلاندهم لرتاب جهانداوی بخشید. ناگزیر هر که گردن از فرماندهان پیچید سرش در خور کفشی است، و سینه زبردست پا زبردست همان مشت است و درفش. جهانیان را سزد که با خداوندان پخت خداداد به خوششودی سرفرو آرند، و برین فرمان جهانداران را پذیرفتن فرمان جهان آفرین انگاوند. چون دانستیم که تیغ و نگین و یخت و تخت بخشیده کیست، دیگر سرکشی و قاتلوسی از بهر چیست؟ زمزمه سنج شیراز را مبرم که درین برده خوشی لزا نوای دارد :

چه کند پند که گردن تنید فرمان را

چکند گوی که تن دونه دد چوکان را

از بست و دوم 'مارچ'، در دل دیواته می خلد که گیتی فرورودنی و نوروزی داشت و آن روز جهان فروز را همدین روز بادی (۲) و فردای (۳) این روز نشان می یابیم. - امسال مگر این شهر شهر خاموشان است که از آمد آمد توپبار هیچ گلبانگ نمی شنویم. - کسی نمی گوید که این سال از سالهای دوازده گانه 'ترکان کدام است'، و برابر گشتن روزوشب را در شب و روز چه هنگام است!

(۱) هارتهای بسیار. (۲) به دال مکسور روز گذشته. (۳) روز آئنده.

اگر هو دل (۱) بدان را خاک از خار رست، و روزنامه‌چهار جهان گردی خسرو روز
از نگار ساده ماند، دروغگوی چند کم گیر و دروغی چند تاشیده پندار -
سهر بمردن بر (۲) فراموش نکرده است که سبزه نروید و گل نشکند - آری
آفرینش را هنجار بر نگرده، و چرخ جزبه هر نیز (۳) گردش که مر او راست،
ازلا (۴) دوه نه نوردد، بر خویشش همی گریم نه بر گلزار - از بخت گاه می منجم،
نه از نو بهار :

جهان از گل و لاله بر بوی و نگ من و گوشه و دامن زهر سنگ
بهاران و من مانده بی برگ و ساز در خانه از بی نوای فراز

می تالم و می سکالم که روزگار بی پرواست - اگر من که در کنج اندوه
روی بدیوار دارم سبزه و گل نشگرم، و مغز خود را ببوی گل نه پرورم، از بهار
چه کاهد، و از باد که تاوان خواهد ؟

در ماه 'اپریل' که دو بهره از فروردین (۵) و یک بهره از اردی بهشت (۶)
است، کسانی که از جرگه (۷) حکیم محمود خان در نواخانه باز مانده بودند از
بند بسته و از دام بدر چیستند - هر یک راه خویش گرفت و آن سره (۸) مرد ناز
پرورد با همه خویشان و خویشاوندان و برده نشینان و فرزندان سوی پتاله رفت -
گویند هنوز در کرناال روز را بشب همی آورد، تا سبب چه دوسر دارد -

سر آغاز زمینی، شنیدن را به نوازش این آوازه نوازش روی داد که دلبران

-
- (۱) به های مضموم و دال مفتوح رصد (۲) حمل، میگو - (۳) بروژن قهریز
تعین و تقریر - (۴) به فتنه هر گز - (۵) ملت ماندن آفتاب در حمل
(۶) ملت ماندن آفتاب در ثور - (۷) بجم مگسور مجمع - (۸) کهور آدمی -

سپید کینه خواه مراد آباد را که گزیده بد اندیشان بود به ناورد نورد از هم کشادند، و آن شهر را بهر گستر دن داد پسر چشمه دانش خدا داد نواب یوسف علی خان بهادر فرخ نژاد دادند. همینون آن بجهانگیری سزاوار و بجهانداری درخوره در آن سر زمین از روی فرمان پذیرای فرمان عمیراند، امید که جاودان فرمانروا ماند.

دیگر سرایند که کوهه (۱)، انگیزی لشکر اژدر (۲) لشکر کوه شگف، پس از آن که شور در آن رودبار (۳) الکنده، خس و خاشاک تردامان هرزه ستیز از بریل برکنار انگند. چون چنین است زود (۴) که بر گرانجانی چند که از هر سنگ لاج (۵) بجا مانده، جایجا در شهر و روستا (۶) مردم را آسوده نمیکزاونند و در رهگذر ها رهروان را همی آزارند، روزگار سر آید، و کشور هند سر تا سر بسایه برجم دارایان داد گستر در آید.

سیزدهم شعبان، روز یکشنبه نزدیک به انجامیدن روز فرمانفرمای شهر بهادر جنگ خان را که به مزده جان بخشی و نوید بخشش یکم هزار روپیه ماهانه شادمان گردد و سوی لاهور ره نوردد سی روزگار آزادانه زندگانیست، و در آن شهر فرجام ماند و بود جاودانی است. هر آینه در آینه دیگر این روداد سزاوار آنست که از بند دریغ دروغ جلا و دستگاه آزاد، و بدین آزاد زیستن خوشود و دلشاد باشد

بهرام روز (۷) بست و دوم چون هنوز هنگام فرمان رانی ستاره روز نگزشته (۸)

(۱) موج لهر - (۲) به شیخ مکسور و کاف مفتوح شکار کشته ازدها - (۳) جائیکه جوی ها و رودها باشند - (۴) بهت جلد - (۵) جای که سنگ بسار بود - (۶) گانو - (۷) بسکون مسم سه شنبه - (۸) هنگام فرمان رانی ستاره روز نگزشته بود یعنی وبالساعت آفتاب بود -

بود، و خسرو روز که هر روزی بر نیزه میگردانید از کنار خاور نیزه بالا
 بشد نگشته بود که خروش توپ آبان غریب (۱) آشوب هم شایه روزهای گذشته
 ماه جون، دلهای دیستان را به انداز سرخوشی و شادمانی از جابر انگیخت، و
 خاکستری سوزنده تر از آتش بر سر و روی دشمنان ریخت. نوید کشایش شهر
 گوالپار و بدست آمدن آن سنگین دژ (۲) که جگر گوشه
 زمین است و لغت دل کوهسار، از آن رو که از فرقه (۳) جهان آفرین پروانه
 نیستی سرکشان آورد، هم بهر فرماندهان و هم برای فرمانبران از روشنی چراغ
 آرزو نشان آورد. پیکر پیدای این روداد آنست که سرکشان گوالپار را
 گرفتند، و ستانده باج و سا و (۴) سپاراجه جایی راو شهر و شهر بازی فروخت
 و به آگره رفت، و از جهانیان انگلیسه باوری بسته و سپاهی گران به
 پانگیری یافت، و به زاد بوم (۵) شتافت تا پیروزی روزی شد. همانا از روی
 هر گونه واکونه (۶) سر انجام گمراهان هر سو به جز آن نیست که چون در
 گریز از هر سو بگوالپار رو آورده اند و در اینجا پنهان شکت پایان
 خورده اند، همین (۷) روزی چند خسته و نزل (۸) به رهزنی و رهرو آزاری سو سو
 زمین نوردند، و پایان کار جا بجا بخواری کشته گردند. یارگیان دشت بیای را
 در یابانهای بی گیاه سینه بر زمین سای بینی، و بار آن گروه را در گزوه های
 آب گل اندای یایی - باز کشور هند به انسان بیخس و خار گردد که گوشه
 راغ پسر سیزی انکاره (۹) باغ و هر رهگذار در آبادی نایه بازار گردد.

نامه نگار را خود شست و سه سال از زندگانی گزشت، و ازین گونه کون

(۱) رعد - (۲) یکسره ذال لعه - (۳) حضرت، درگه - (۴) خراج - (۵) مولد
 و مسکن (۶) چرچا - (۷) الحال - (۸) بهر دو فتح نمکین و بزمرد -
 (۹) خاکه -

گداز شهای پنهان پیداست که اکنون از روزگار چشم داشت ریشی درنگ
بیجاستد ناچار آواز دلتواژ جادوینوی شیراز که ازمن بر روان روشنی درویداد،
یاد می کنم، و بد انسان که ما ترمده از ما ترمده دیگر انقرو پذیرد، بدین
نرمه خود را اگر شاد توان گفت باری از بند رنج آزاد می کنم :

دریغا که می ما بسی روزگار بر وید گل و بشکند نو بهار
بسی نیر و دیاء و اودی بهشت بیاید که ما خاک باشیم و خشت

بدرستی که راستی نهفتن شیوه آزادگان نیست، من نیم مسلمان که هم
از بند پیوند آیین و کیش آزادم، و هم از رنج شکنج بدنامی خویشی وارسته،
پیوسته خوی آن داشتمی که شب جز "فرنج"، هیچ نظردمی، و اگر
آن نامی خوابم نبردی - درین هنگام که بادۀ فرنگ در شهر بسیار گران
است و من بر تنیستم، اگر جوانمرد خدا دوست خدانشناس دریا دل مهیج داس
بفرستادن بادۀ شکری هندی، که در رنگ با "فرنج"، برابر و در بوی از آن
خوشتر می، بر آتش دل آب نزدی جان نبردمی واژ جگر آشنگی مردمی :

از دیر دایم وایه ز هر دومی جست از بادۀ ناب بکندو ساغر می جست
فرزانه مهیج داس بخشد بمن آبی که برای خود سبکتدر می جست

از داد توان گذشت، و دیقه را ناگفته نتوان گذاشت، این نکوی دوست دریاه
آبادی مسلمانان شهر کوشش دروغ نداشت، چون سرلشت آسمانی بدان بار
نبرد، درستی کار دشوار نبود - آبادی و آزادی هندو گروه همه دانند که
اژدهی آژرم سهریان داوران رخ نموده است - باری به اندیشی و کارسازی این

بسی هستند نیک گزین را درین آرامش‌اند(۱) باز(۲) بوده است - کوتاهی سخن،
 نیکبخت کسی است نیک مردم رساننده و روزگار به نای و نوش خوش گزاشنده -
 بالآنگه پای پیوند کهن آشنائی در میان نیست، ناگاه به هشتینی و همزبانی
 و گنگه پلرستان ارمغانی برین سپاس می نهد و داد سهرابی می دهد -

دیگر از آشنایان کان و شاگردان من هرا سنگه که برنای(۳) نیک
 نهاد نیک نام است، در راه پاس سهر نیزگام است - همی آید و اندوه می راید -

دیگر از مردم این شهر نیمه ویران نیمه آباد، شویجی رام برهمن برجا
 نژاد که جوان خردمند و مرا بجای نرزنه است، این درویش دلریستی را
 کمتر تنها میگزارد، و به اندازه تاب و توان خویش فرمالیری و کارسازی بجا
 همی آرد - پسرش بال میکند که نوجوان نیک خوی پادشاه است، نیز همچون
 پدر خویش در فرمان پذیری چست و در اندوه گساری یکتاست -

از دوستان دور دست آن سپهر سهر را ماه دو هفته، شیوا زبان هر گوپال
 نقشه که دیرین همدم و هم آواز من است، و از آن روکه در سخن آموزگار خودم
 همیگوید، سخنش با آنهمه خوبی خدا داد سرمایه^۴ ناز من است، سخن کوتاه
 آزاده مردیست، همه زن سهر و سراپا آوزم، او را بسخن فروغ و سخن را بوی
 هنگامه گرم، بس که از سهر جا دیون جاننش داده ام "میرزا نقشه"، سهر خوانش
 داده ام، از میرت (۵) سفته (۶) رز بمن لرستاد، و چانه و نامه پیوسته
 میفرستد -

(۱) بسکون شین انتظام - (۲) دخل - (۳) نوجوان - (۴) میراث - (۵) هندوی -

این سخن که گزاردن آن ناگزیر نبود و نیز (۱) از بهر آن آوردم که سیاسی
 مهرورزی و مردمی تا گزارده نماند و نیز چون دوستان را این داستان بدست افتد،
 دریابند که شهر از مسلمان تپی است - شبانه خانه‌های این مردم بی چراغ است
 و روزانه روزن دیوارها بی دود - غالب شهر آشنای هزار دوست، که در
 هر کلسانه یگانه و در هر سرای آشنای داشت، دین تنهای جز خامه هنوای
 وی و جز سایه کسی همای وی نیست :

اکنون منم که رنگ بروم نمرود تارخ بخون دهنه نشویم هزار بار
 دو بیکرم زدود و دروغ است جان و دل در بستم ز خار و خار راست بود و نار

اگر در شهر این هر چهار تن نیز نیستی (۲) ، هیچ کس گواه یکی من
 نیز نیستی - شکرگزاری روزگار را میرم، که دین تاراج که بشهر در هیچ
 خانه از کاو کاو خاک (۳) نیز بجای نه مانده با آنکه خانه من از دراز دستی
 پنهانیان بر کرائه ماند، سوگند می‌وانم خورد که جز آنچه پوشند و گسترند
 هیچ در سرا نه ماند - کشانش این گره دشوار کشای، و بیکر هویدای
 این راستی دروغ نا آست، که در آن هنگام که سیه چهره‌گان شهر را فرو گرفتند
 کدبانو (۴) بی آنکه بمن گوید، چیزهای گران ارزش از زبور و رخت، هر چه
 داشت نهانی دوخته کالیصاحب پیرزاده فرستاد، تا در آنجا در نهانخانه نگاه
 داشتند، و در بگل الباشند - چون لشکر آریایان شهر را کشودند و لشکریان
 فرمان یفا یافتند، رازدان آن واژها من در میان نهاد - کار از دست رفته بود،
 و دین و آوردن را گنجای نماند - تن زدم (۵) و خود را بدان فریادم که چون

(۱) خصوصاً - (۲) به هر دو تحنانی مجهول نبود - (۳) بمعنی اصلی خود است
 یعنی 'من' نه بمعنی هیچ - (۴) بی بی - (۵) خموش شدم -

رفتنی بود نیک است که از خانه^(۱) من نرات. ابدون که این جولائی، ماه
پانزدهم است و دیرین بنسن سرکار انگریزی را سرشته^(۲) باز یات گم است،
بفروختن آن کسردنی و پوشیدنی جان و تن همی بروم. گوی دیگران نان میخورد
و من جامه میخورم. ترسم که چون پوشیدنی همه خورده باشم، دربرهنگی از گرسنگی
مرده باشم. آن جامگی خواران^(۳) که از بیش یا مستند، درین و ستاخیز دوسه تن
از من نگسستند. هر آئینه اینان را نیز همی باید بروم، و داد آنست که
آدم را از آدمی گزیر نیست، و کار بی کار گزار از بیش شوان برد.
بیرون ازین گروه، خواهندگان دگر که از بیش بچیدن خوشه و ریودن بهره خوی
دارند، درین ناخوشی هنگام نیز به نوای جانگزی تا خوشتر از خروشی خروس
بی هنگام همی آزارند.

اکنون که فشار آزارهای ثنائی^(۴) و گدازش و نجهای روانی، روان
و تن را بهم برزد، تا که در دل فرود آید، که به آرستن این بازچه^(۵) نگارش
نام چند توان پرداخت. ها تا درین کشاکش بایان کار یا سرگ است با
دروازه. در نخستین بکر از آن نگزیرد^(۶) که این داستان جاودان از کران
برکران و از انجام بی نشان ماند، و نگرددکن را افسرده دل کند. در دو بعین
بکریداست که سرگزشت جز آن نخواهد بود، که از آن کوی به دور باشی
سر بازار آزار دادند، و ازان در به بانگی دانگی فرستادند، و خود اینها تا کجا
توان سرود، و درین رسوائی خویش باید بود. کهن^(۷) (بنسن) اگر بدست آید
نیز زنگ از آئینه نمی زنداید و اگر فراجنگ نیابد، برآ بگینه جز سنگ نیابد.
و شکفت تر آن که در هر دو نیرویش^(۸) از آنجا که آب و هوای اینجا خسته
و نیک نمی پرورد، هر آئینه از شهر باید امید و در آبادانی دگر ماند و بود گزید.

(۱) نوکران - (۲) چشایی - (۳) گزیر باشد - (۴) هر دو تقدیر و هر دو حال -

از امی، سال گذشته تا جولائی، سال یک هزار و هشت صد و پنجاه و هشت
 ووداد نپشته ام، و از یکم 'اگست، خامه از دست فروخته ام - کاشی در باره آن
 امید بدان خواهشهای سه گانه، هانا، مهر خوان و سرابای و ماهانه، چنانکه هم درین
 نگارشی از آن گزارشی آگهی داده ام، و اینکه چشم نگران بدان دوخته، و دل بر
 امید بدان نهاده ام، از فرقه شهنشاه فیروز بخت، مهر دیبیم، سپهر تخت، جمشید
 شبده (۱) فریدون لره، کاؤس کوس، سحر سنج (۲)، سکندر دره، آن که فرمانروای روم
 از وی سیاس گزار بجای ماندن آبروی تخت و دیبیم است و لشکر آرای روس
 را در اندیشه، ترکناز ساهشی دل از یم دو نیم است، اگر ستاره روز بدین
 سگاشی که در جهانموزی ناخشنودی اوست هرلن نمی ورزد چرا همه روز
 دیبیم بر خویش همی لرزد، و ماه دو هفته، بدین اندیشه که در گیتی
 فیروزی گمان هیچشمی اوست، از گستاخی خویش زنتبار (۳) نیتخواهد، چرا
 هر شب از یم همی کاهد :

خداوند تیغ و نگین و نشان (۴)	شهنشاه شاهی ده شه نشان (۵)
خرد مند فرخ رخ نیک خوی	ز نوشیروان برده در داد گوی
دریشان درنشی که جمشید داشت	تدالی که از سپهر جایبد داشت
بدان داشت تا اندرین روزگار	سپارد بدین نامور شهر یار
ز خسرو ترنج زر و هفت گنج	به آورد شاه است بی دست رنج
خود آن تخت کش باد بردی بدوش	به شد پیشکش کرده فرخ سروش
نه بینی که در کوه از مغز سنگ	بر آید همی گوهر رنگ رنگ

(۱) - بین مکسور و بای معروف - روشنی - (۲) - بین منوچ جهانج - (۳) - پناه -
 (۴) - رامت - (۵) - نشاندن شاه -

بود مهر را چشم بر افشش و گر نه چه کار است با گوهرش
 گر آهنگ گوهر نشانی کند چنان در نشاندن روانی کند
 که آن گوهر آرد اگر در شمار شود سوده انگشت گوهر شمار
 زیم سباهش که که نبرد بر آرد ز دریا و کهمار گرد
 بکوه ازدها و بدریا نهنگ دهد جان در آب و ژند سر بستگ
 ز فرو شکوه نعلایان او خدیوان گیتی گدایان او
 به افروزش و بخشش بی دریغ دوشسته خرسید و بارنده میخ
 به فرگفت (۱) بخشش خرد ور نواز پلوتاب (۲) دانش خرد مند ساز
 به بخشش شگرف و بدانش رسا جبهاتدار فرزانه و کشورها (۳)
 که یزدان پاکش نگهدار باد درنگش درین بزم بسیار باد

از روی فرمان روای فرمان روای در رسد، تا چون از بخشش جهان داور
 بهره بر گرفته باشیم، هنگام رفتن از جهان تا کام ترفته باشیم :

چون نگارش بدین نشان پیوست تن زدم، داستان نعیخواهم

این نامه را پس از انجامیدن مستبوی نام نهاد و آمده و دست پست یزداتپان

(۱) حکم - (۲) کرامت - (۳) و کشورها -

گنبدته' رنگ بری، و در دیده اهرمن نشان آتشین گوی باد - تراج (۱)

ز تپان که همیشه در روانی ما یستم سر چشمه راز آسانی ما یستم

یعنی ز دیا تیر بود نامه' ما

ساسان ششم به کاردانی ما یستم

(۱) بروزن سراج، آمین -

باید دانست که داستان نامه' چند است که بر پیمبران پارس در زبان آسانی از آسان فرود آمده است و ساسان پنجم آنرا در زبان پارس نا آمیخته به تازی ترجمه کرده است - و ساسان پنجم خانم ساسانیان است - بعد از وی ساسان بر تخت نشسته است - نگارنده نامه چنانکه آئین سخنور است فخریه خود را ساسان ششم میگوید -

قطعهٔ تاریخ

آغاز کتاب از میرزا حاتم علی بیگ مهر تخلص سلمه الله تعالی

اسدالله خان غالب مهر	هَذَا زِدْ رَقْمِ چِه دَسْتَبُو
نامه خود سال خویش داد نشان	بِدِ بِيضَا سِتَمِ چِه دَسْتَبُو

۱۸۵۷ء

قطعهٔ تاریخ

انجام کتاب از میرزا تفتہ سلمه الله تعالی

کتابی زِدْ رَقْمِ غالب که آنرا	بِجَانِ وَدْلِ جِهَانِی گشت طالب
نوشتم تفتہ سال اختتامش	بِیَا بَنَگَرِ چِه دَسْتَبُوی غالب

۱۸۵۸ء

تمام شد

فہرست افراد

ا

احسن اللہ خان (حکیم) ۳۳
احمد علی خان ۶۵
اسفند یار ۳۳
الن برا (لاورد) ۵۶، ۵۵
امین الدین احمد خان ۶۳

ب

بال مکند ۷۷
بروٹن (کرنل) ۵۹
بہادر جنگ خان ۷۳، ۶۵

ت

تفیل حسین خان ۳۵
تلا رام ۶۰

ج -

جان لاؤنس (مر) ۶۸
چم ۳۷
چمشید ۸۰
جناچی رائے امبا راجا ۷۵

چ

چاولس ساٹھوس ۷۱

ح

حاتم علی بیگ سپر ۸۳
حسن علی خان ۶۴
حسین میرزا ۶۶

خ

خان بہادر خان ۳۵
خسرو ۸۰

د

دارا ۳۵
دہ آک (شہاک) ۳۵

ذ

ذوالفقار العین حیدر خان ۶۶

ر

رزنگتن ۵۶
رستم ۳۳
رسل کلرک ۵۷

س

ساسان (پنجم) (ہاوردی) ۸۲
ساسان (ششم) ۸۲
سکندر ۸۰، ۷۶، ۵۶، ۵۳، ۳۷، ۳۵
سنجر ۸۰

ش

شاہجہان ۷۰
شرف الدولہ ۳۶
شریف خان (حکیم) ۵۱
شہوجی رام ۷۷

مرتعلي خان (حكيم) ۶۸۱۵۰
مظفرالدوله سيف الدين حيدر خان ۶۶
ميهيس داس ۷۶

ن

ناهر ۶۵
ناهر سنگه (راجا) ۶۶
نرتلو سنگه (راجا) ۶۸۱۵۹۱۵۰
نصرايه بيگ خان ۵۳
نوشيروان ۸۰

و

واجد علي شاه ۳۶
وكتورها ۸۱۱۵۵۱۳۱

ه

هرگويال شاه ۸۳۱۷۷
هيايون ۶۳
هيرا سنگه ۷۷

ي

يزد جرد ۳۵
يوسف (ميرزا) ۵۷۱۶۳
يوسف علي خان (نواب) ۷۳۱۳۶

ع

عبدالحكيم خان ۸۶
عبدالرحمن خان ۶۵
عبدالله بيگ خان ۵۳

غ

غالب ۸۳۱۷۸۱۵۳۱۳۱
غلام الله خان (حكيم) ۵۱

ف

فريدون ۸۰۱۵۶

ق

قطب الدين ۵۶

ک

کاليصاحب ۷۸
کاؤس ۸۰
کوتنگ (لارڊ) ۵۶

ل

ليک (لارڊ) ۵۳
له شهاب الدين خان ۶۳
محمود خان (حكيم) ۷۳۱۶۸۱۵۰

فهرست اماکن

آ

آگره

۴۵ / ۴۵

ا

اجمیری دروازه

۴۸

انگلستان

۵۵ / ۴۹ / ۴۰

انگلند

۵۶ / ۴۶

اود

۴۶

ایران

۶۴ / ۵۶

ب

بریلی

۴۳ / ۶۰ / ۴۵

بلب کر

۶۴ / ۶۶ / ۶۵

بنبشی

۵۵

بهادر کر

۶۶ / ۶۵

بیلی گارد

۴۶

پ

پاتودی

۶۶

پارس

۸۲ / ۴۶ / ۴۵ (پاورقی)

پتاله

۶۴ / ۵۰

ت

ترکمان دروازه

۴۸

ج

چپر

۶۴ / ۶۶ / ۶۵

د

دوجانه

۴۶ / ۶۵ / ۶۴

دعلی ۳۸ / ۴۴ / ۴۴ / ۵۱ / ۵۱ / ۵۵ / ۵۵

۵۸ / ۴۶ / ۶۵ / ۶۶ / ۴۰

دعلی دروازه

۴۸

ر

رانیور

۴۶

روس

۸۰

روم

۸۰ / ۵۶

ریواری

۶۰

س

سوهنه

۶۰

ش

شیراز

۴۶ / ۴۲

ف

فرخ آباد

۶۰ / ۴۵

فرخ لکر

۶۴ / ۶۶ / ۶۵

فرنگ

۴۵

ک

کرنال

۴۳

کشمیری دروازه

۴۸ / ۴۵

گ
ل

کوالیار

لاہور

لکھنؤ

لندن

لوہارو

۷۵

۷۴

۷۳ ۷۲ ۷۱ ۷۰

۵۵

۶۶ ۶۵ ۶۴

م

مہرولی

میرت

۵

ہند

ہندوستان

۶۴

۷۷ ۷۶ ۷۵

۶۴ ۶۳ ۶۲ ۶۱

۶۰ ۵۹

فهرست کتب

د

دساتیر

دستجو

۸۲

۸۳

فهرست منابع و مآخذ

۱. ابراهیم پور داود : "دساتیر"، مجله ایران امروز-تهران - بهمن ماه ۱۳۲۹ هـ - ش (شمسی)
۲. ادیب‌المالک محمد
صادق امیری لراهانی : دیوان - باهتمام وحید دستگردی - تهران - ۱۳۱۲ هـ - ش.
۳. اسدی طوسی : لغات نرس - باهتمام دکتر عباس اقبال - تهران - ۱۳۱۹ هـ - ش.
۴. الطاف حسین حالی : یادگار غالب - علی گڑھ - بار دوم -
۵. امتیاز علی عروسی : مکاتیب غالب - رامپور - طبع سوم - ۱۳۵۵ هـ -
۶. بهرام بن فرهاد : شادستان چهار چمن - بمبئی - ۱۲۲۳ یزدگردی -
۷. رضا قلی هدایت : فرهنگ انجمن آرای لاصری - تهران - ۱۲۸۸ هـ -
۸. سعید نفیسی : شاهکار های نثر فارسی معاصر - تهران - ۱۳۳۰ هـ - ش.
۹. سید جمیل‌الدین
ثولکی : "دستبوی کا ایک خاص لسطہ" - مجله نوائے ادب - بمبئی - جلد ۶، شماره ۲، ۳ - جلد ۷، شماره ۴ -
۱۰. سید حسن تقی زاده : "الزوم حفظ فارسی نصیح" - مجله یادگار - تهران - سال پنجم، شماره ششم -
۱۱. سید حسن تقی زاده : مجله کاوہ - برلن - سال اول - شماره هفتم -

۱۲ شمس الدین محمد لغری : معیار جمالی - باہتمام دکتر صادق کیا -
تہران - ۱۳۳۷ھ - ش -

۱۳ شیخ محمد اکرام : آثار غالب - بمبئی - چوتھا ایڈیشن -
عبدالرشید بن

عبدالغفور الحسنی : فرہنگ رشیدی - مرتبہ محمد عباسی
تہران - ۱۳۳۷ھ - ش -

۱۵ علی اصغر حکمت : فارسی نفز - تہران - ۱۳۳۰ھ - ش -

۱۶ غلام رسول مہر : خطوط غالب - لاہور - تیسرا ایڈیشن
(۱۹۶۲ء)

۱۷ غیاث الدین رامپوری : غیاث اللغات - لکھنؤ - ۱۹۳۰ء -

۱۸ فیروز بن کاؤس : دساتیر آسمانی - بمبئی - ۱۸۱۸ء -

۱۹ مالک رام : ذکر غالب - دہلی - ۱۹۵۰ء
(دوسرا ایڈیشن) -

۲۰ محسن فانی کشمیری : دبستان المذاهب - تہران - ۱۳۲۶ھ -

۲۱ محمد حسین تبریزی : برہان قاطع - باہتمام دکتر محمد معین - تہران
۱۳۳۴ - ۱۳۳۵ھ - ش -

۲۲ محمد معین : لغات فارسی ابن سینا و تاثیر آٹھادر ادبیات -
تہران - (نقل از مجلہ دانشکدہ ادبیات -
تہران - سال دوم ، شمارہ دوم)

۲۳ مہیش برہاد : ”تصانیف میرزا غالب کی ابتدائی اشاعتیں“
باعنامہ سب رس - حیدر آباد (دکن) -
جون ۱۹۵۱ء -

۲۴ میر جمال الدین

حسین شیرازی : فرہنگ جہانگیری - بتصحیح سید صادق

علی غالب لکھنوی - لکھنؤ ۱۲۹۳/۱۸۷۶

25. A. S. AHSAN : *Ancient Languages of Iran*, the quarterly *IQBAL*, Lahore, July, 1965.